﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۲۰/ فروری ۲۰۰۴ء | ۲۸/ذی الحجہ ۱۴۲۴ ہجری قمری ۲۰/تبلیغ ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۸

بہترین سلوک

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔

(ترمذی کتاب النکاح باب حق المرأۃ علی زوجھا)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

بڑا مقصود یہ ہے کہ جو بے اعتدالیاں انسان سے ظہور میں آتی ہیں ان پر غور کرے کہ ان کا سبب کیا ہے۔

یہ بات بھی بدیہی ہے کہ انسان کو زیادہ مصیبت اس بات کی ہے کہ طرح طرح کے مصائب شدائد کسل وغیرہ کیڑے ایسے لگے ہوئے ہیں کہ اس کو کھاتے اور خدا سے روکتے ہیں اور انہیں کی وجہ سے انسان اور خدا کے درمیان ایک بڑا بعد پڑا ہوا ہے۔

پس اس مذہب میں (یعنی سچے مذہب میں۔ناقل) ایسے وسائل ہوں جو اس کو روز بروز کھینچتے جاویں اور کامل یقین پیدا کر کے خدا سے ملادیں۔

دنیا تو یہی سمجھتی ہے کہ کیا ہم خدا کے منکر ہیں۔لیکن اس کے اعمال کہتے ہیں کہ ضرور وہ منکر ہے۔ میں نے اس بات کا ذکر اکثر کتابوں میں بھی کیا ہے۔دیکھو۔اگر ایک سوراخ میں سانپ ہو۔تو کیا ایک شخص اس بات کو جان کر اس سوراخ کے قریب جاوے گا؟ یا اس میں ہاتھ ڈالے گا؟ ایک بن میں بہت درندے رہتے ہیں۔کیا باوجود علم کے اس بن میں کوئی جاوے گا؟ ایک زہریلے کھانے کو علم پاکر کھاوے گا؟ پس معلوم ہوا کہ یہ امر یقین کے لوازم میں سے ہے کہ جس چیز کو وہ مہلک سمجھتا ہے،اس کے قریب نہ جاوے۔پس ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ایک موقعہ پر حقوق انسانی کو چھینتا ہے،تلف کرتا ہے،رشوت لیتا ہے،چوری کرتا ہے،بدمعاشی کرتا ہے،نہ غصہ اعتدال پر ہے وغیرہ وغیرہ پھر پیرانہ سالی اس کو ان گناہوں سے چھڑاتی ہے۔پر جبتک جسمانی قویٰ اس کے ساتھ ہیں۔ ہر ایک قسم کی بدکاریاں کرتا ہے۔پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خدا پر ایمان نہیں۔

ہر ایک شخص اپنے نفس سے گواہی لے سکتا ہے کہ جیسا کہ اس کا حق ہے اعتدال پر چلنے کا۔ویسا وہ نہیں چلتا۔پس بڑا مقصود یہ ہے کہ یہ جو بے اعتدالیاں انسان سے ظہور میں آتی ہیں۔ان پر غور کرے کہ ان کا کیا سبب ہے۔تو آخر معلوم ہوگا کہ جیسا کہ خدا سے ڈرنا چاہئے۔وہ پورا پورا نہیں ہے۔

بعض دفعہ احسان سے اور بعض دفعہ خوف سے گناہ کم ہو جاتے ہیں۔جیسے نسبتاً شریر لوگ ایّام امراض طاعون وہیضہ میں نمازیں شروع کر دیتے ہیں۔پس ضروری ہے کہ جہاں دو باتیں پائی جاویں۔تعلیم پاک اور رفتہ رفتہ خدا تک پہنچ جانا۔وہی سچا مذہب ہے۔اور یہ دونوں ذریعے ایسے ہیں کہ سوائے اسلام کے کہیں نہیں ملیں گے۔جس خدا کو اسلام پیش کرتا ہے اس صفائی سے اور کسی مذہب نے پیش نہیں کیا۔ایک طرف تو اسلام کی تعلیم اعلیٰ ہے دوسری طرف ایک شخص دس دن بھی تبدیلی کرے تو اس پر انوار وبرکات نازل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۳۰)

ہر ایک پرہیز گار کو اس تمدنی زندگی میں غض بصر کی عادت ڈالنا چاھیئے

اگر پردے کی اپنی پسند سے تشریح کرنی شروع کر دیں تو اس کا تقدس کبھی قائم نہیں ہوسکتا

پردے کی اہمیت کے ضمن میں والدین کی ذمہ داریاں اور بعض تربیتی امور کا پرمعارف بیان

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۰/ جنوری ۲۰۰۴ء)

(لندن ۳۰/جنوری ۲۰۰۴ء) : سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح لندن میں ارشاد فرمایا۔تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ النور کی آیات ۳۱، ۳۲ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد فرمایا، پردہ کی اہمیت کو میں پہلے بھی دو تین مرتبہ بیان کر چکا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں اس مضمون کو کھولنے کی مزید ضرورت ہے۔بعض لوگ ابھی ایسے ہیں جو اس حکم کی اہمیت کو نہیں سمجھتے کوئی کہہ دیتا ہے کہ کیا احمدیت کی ترقی کے لئے صرف پردہ ہی ضروری ہے،کوئی کہتا ہے کہ یہ پرانی اور فرسودہ باتیں ہیں ان کے اتنا پیچھے نہیں پڑنا چاہئے اور زمانے کے ساتھ چلنا چاہئے،حضور انور نے فرمایا ایسے لوگوں کو میرا جواب یہ ہے کہ جس کام کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے اور جن اوامر ونواہی کے بارہ میں آنحضرت ﷺ ہم کو بتا چکے ہیں احمدیت کی ترقی اسی دینی تعلیم کے ساتھ وابستہ ہے۔اس لئے جن کے دلوں میں ایسے خیالات آتے ہیں وہ اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور استغفار کریں۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پرملاحظہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے

اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکامات پر عمل کر کے اعلیٰ معیار قائم کئے جاسکتے ہیں

(قربانی کے فلسفہ پر بصیرت افروز خطبہ عید)

(خلاصہ خطبہ عیدالاضحیہ ۲/فروری ۲۰۰۴ء)

(لندن ۲/فروری ۲۰۰۴ء) : سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خلافت خامسہ کی پہلی عیدالاضحیہ کے موقع پر خطبہ عید مسجد بیت الفتوح لندن میں ارشاد فرمایا۔تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الحج کی چند آیات کی تلاوت کی اور فرمایا: ان میں ہمیں یہ مضمون سمجھایا گیا ہے کہ قربانی کا مطلب صرف یہ نہیں کہ تم دوسروں کی قربانی لو جیسا کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے بلکہ تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ اعلیٰ چیز ادنیٰ چیز پر قربان کر دی جاتی ہے، جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے اور تمہیں بھی اپنے پیدا کرنے والے مالک کے لئے قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے تب سمجھا جاسکتا ہے کہ تم نے اس مفہوم کو سمجھ لیا پھر اگر سمجھ لیا تو تمہارے پیش نظر ہمیشہ یہ رہنا چاہئے کہ تمہارا ایک معبود ہے تمہاری اس پر ہمیشہ نظر رہنی چاہئے۔اس کی عبادت کرو اور جو احکامات وہ دیتا ہے ان پر عمل کرو اور یہی صحیح طریق ہے اس پر چل کر تم اپنے قربانی کے اعلیٰ

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پرملاحظہ فرمائیں

اداریہ

اہل جنت کی زبان

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ لَایَزَالُ لِسَانُکَ رَطْباً بِذِکْرِ اللّٰہِ تمہاری زبان ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہنی چاہئے۔حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ بھی یہی ہے کہ آپ ہر موقع پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے مخالف اور نہ ماننے والے بھی یہ کہنے پر مجبور تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بھی بکثرت ذکر الٰہی کرتے تھے اور آپ کی یہ خواہش تھی کہ ہماری جماعت کے افراد بھی عربی سیکھیں اور ایسے الفاظ اور فقرے اپنی روزمرّہ کی گفتگو میں استعمال کریں جو ایک طرف عربی زبان سے مانوس کرنے والے ہوں اور دوسری طرف ذکر الٰہی کے فوائد بھی حاصل ہوں۔مثلاً مسلمان باہم ملاقات کے وقت السلام علیکم کہتے ہیں۔خدا تعالیٰ کی تم پر سلامتی ہو۔یہ ایک بڑی جامع دعا ہے جو ہم ہر وقت ایک دوسرے کو ملتے ہوئے کر سکتے ہیں۔

اگر یہ الفاظ سوچ سمجھ کر اور اخلاص سے کہے جائیں تو ان کی ادائیگی کے ساتھ ہی یہ سمجھا جائے گا کہ ہم اپنے بھائی، اپنے عزیز، اپنے رشتہ دار، اپنے ساتھی اور اپنے دوست بلکہ ہر ایک ملنے والے کے لئے بھلائی اور بہتری کے خواہش مند ہیں اور اس کے لئے سلامتی امن سکون اور اطمینان کے خواہاں ہیں۔

السلام علیکم کا یہ کتنا عظیم الشان فائدہ اور برکت ہے کہ اس کے ساتھ ہم اپنے دلوں کو بغض، کینہ، فساد، نفرت، عیب جوئی، چغلی، بدخواہی وغیرہ جیسی عادات رذیلہ اور روحانی لحاظ سے مہلک بیماریوں سے نجات حاصل کر کے اپنے ملنے والے کو ہی فائدہ نہیں پہنچاتے بلکہ اس کے لئے دعا کرنے اور اس کی بھلائی وخیر خواہی چاہنے کے نتیجہ میں خود بھی خوشی سکون اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں گویا ہمیں اسی دنیا میں جنتی زندگی حاصل ہو گئی کیونکہ قرآن مجید جنّتیوں کی یہ علامت بتاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو سلامتی کا تحفہ دیں گے اور ان کے دل حسد و کینہ سے پاک ہوں گے۔

السلام علیکم کہنے سے ہم آنحضرت ﷺ کے ارشاد ''اَفْشُو السَّلَامَ'' کی تعمیل کی سعادت بھی حاصل کریں گے۔

جَزَاکُمُ اللّٰہ بھی ایک ایسا ہی فقرہ ہے جو ہماری گفتگو میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔جب ہمیں کسی سے اچھی بات کا پتہ چلے، اچھا مشورہ ملے کوئی فائدے حاصل ہو تو شکریہ ادا کرنے کے لئے جزاکم اللہ (اللہ تعالیٰ آپ کو بدلہ عطا فرمائے) کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔یہ بھی ایک دعائیہ فقرہ ہے اور شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریق ہے۔

انگریزی زبان میں Thank you اور دوسری زبانوں میں بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ مستعمل ہیں۔ان کا بروقت استعمال بھی منع نہیں ہے بلکہ خوش اخلاقی اور اچھے آداب کا مظاہرہ کرنے کے لئے برمحل استعمال ضروری ہے مگر باہم گفتگو میں جزاکم اللہ سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے اور ہمیں اپنے گھروں میں اسے رواج دینا چاہئے۔

ایسے ہی بعض اور فقرے بھی ہیں مثلاً ہر خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور اسکی حمد وثنا کرنے کے لئے الحمدللہ کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔چونکہ یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی سکھائی ہوئی دعا سورۃ الفاتحہ میں سے ہیں اس لئے ان کا بکثرت استعمال دوسری دعاؤں کی قبولیت کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا طریق مبارک تھا کہ آپ بلندی کی طرف جاتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَر اور بلندی سے نیچے اترتے ہوئے سُبْحَانَ اللّٰہ کہا کرتے تھے۔یہی بابرکت فقرات خدا تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت بیان کرنے کے لئے اور اپنی دانستہ یا نادانستہ غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے بھی کہے جاتے ہیں۔اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی بھی ہماری گفتگو کی زینت اور ہماری روحانی حالت کی بہتری کا موجب ہو سکتا ہے۔حضور ﷺ اپنی امت کی تعلیم و تربیت کے لئے روزانہ ستّر مرتبہ سے بھی زیادہ یہ الفاظ استعمال فرماتے تھے۔لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کو حضور ﷺ نے جنّت کا خزانہ قرار دیا ہے۔

کسی کامیابی اور اچھی بات پر شاباش دیتے ہوئے مَاشَآءَ اللّٰہ اور حَبَّذَا کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔اگر کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کے الفاظ کہتا ہے جبکہ اس کو سننے والا یَرْحَمُکَ اللّٰہ (اللہ آپ پر رحم کرے) کے الفاظ سے دعا دیتا ہے اور اس کے جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ کر ذکر الٰہی اور شکریہ کا یہ موقع پیدا کرنے والا جواب میں یَھْدِیْکُمُ اللّٰہ وَ یُصْلِحْ بَالَکُمْ (اللہ تعالیٰ آپ کو سیدھے رستہ پر رکھے اور آپ کی حالت بہتر ہوتی چلی جائے) کہتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ عام استعمال ہوتا ہے تاہم اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ بھی کہا جا سکتا ہے۔اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن بھی کہا جا سکتا ہے۔جَزَاکُمُ اللّٰہ بھی جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآء کہنا زیادہ بہتر ہے۔

بطور مثال کچھ الفاظ یہاں بیان کئے گئے ہیں اس فہرست میں آہستہ آہستہ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔مقصد یہ ہے کہ ہماری روزمرّہ کی گفتگو میں اگر ایسے الفاظ برمحل اور باموقعہ استعمال ہوں تو ان سے ہماری بات زیادہ عمدہ اور موثر ہو جائے گی۔خدا تعالیٰ پر ایمان و تعلق میں زیادتی و بہتری ہو گی۔

عربی زبان جو قرآن مجید کی زبان ہے، جو خاتم النبیّین ﷺ کی زبان ہے، جو جنّتیوں کی زبان ہے اس سے انس اور واقفیت میں اضافہ ہو گا۔یہ اور ایسے ہی اور فوائد کے ساتھ ساتھ یہ ایک بہت مکمل اور معنی خیز جواب ہو گا ان کوتاہ اندیش لوگوں کا جو اسلامی اصطلاحات پر اپنی اجارہ داری سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلامی اصطلاحات اور شعائر سے فائدہ اٹھانے سے وہ جسے اور جب چاہیں روک سکتے ہیں۔حالانکہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے آگے کوئی بند نہیں باندھ سکتا۔؎ دل میں ہو عشق صنم لب پہ مگر نام نہ ہو عادت ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں

(عبدالباسط شاہد)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

پردے کے ضمن میں حضور انور نے فرمایا سب سے پہلے مردوں کو حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس چیز کو دیکھنا منع کیا گیا ہے۔اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو خود بخود خاتمہ ہو جائے گا، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہئے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے، بلکہ اس کے لئے اس تمدنی زندگی میں غض بصر کی عادت ڈالنی ضروری ہے۔حضور انور نے فرمایا مومن عورتوں کے لئے بھی حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں، ہر عورت کو چاہئے کہ اپنے آپ کو بدنامی سے بچانے کے لئے اس حکم پر عمل کرے۔حضور انور نے فرمایا اس بات کو معمولی سمجھا جاتا ہے کہ شادیوں پر لڑکوں کو کھانا کھلانے کے لئے بلا لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ چھوٹی عمر کے ہیں۔لیکن یہ لڑکے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوتے ہیں اور ان سے پردے کا حکم ہے۔اگر وہ چھوٹی عمر کے بھی ہیں تو ان کے ماحول کی وجہ سے ان کے ذہن گندے ہو چکے ہوتے ہیں، ماؤں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔احمدی معاشرے میں احمدی نوجوانوں کی ٹیم بنائی جائے اس طرح خدمت خلق کا کام بھی ہو جائے گا اور اخراجات میں بھی کمی آ جائے گی۔لجنہ کے فنکشنز میں لجنہ اماء اللہ کی لڑکیاں کام کریں۔حضور انور نے احادیث نبویؐ کی روشنی میں چہرے کے پردے کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ چہرہ چھپانے کا بہرحال حکم ہے۔اگر پردے کی خود تشریح کرنی شروع کر دیں اور ہر کوئی اپنی پسند کے پردے کی تشریح کرنے لگ جائے تو پھر پردے کا تقدس کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ماں باپ دونوں کو بچیوں کے پردے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور یہ دونوں کی ذمہ داری ہے۔حضور انور نے فرمایا غلط قسم کی غیر احمدی ملازماؤں کو رکھنے کی احتیاط کرنی چاہئے اور ان کو بغیر تحقیق کے نہیں رکھنا چاہئے۔اسی طرح حضور انور نے انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارے میں بچوں اور بچیوں کو ہوشیار کریں۔حضور انور نے فرمایا کہ شریعت نے ڈانس کرنے سے منع کیا ہے اور شرفاء کا ناچ سے کوئی تعلق نہیں۔شادیوں پر لڑکیاں جو شریفانہ نغمے گاتی ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔پھر اس موقع پر دعائیہ نظمیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔اور نئے شادی شدہ جوڑوں کو دعاؤں سے رخصت کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ہمیں یہی حکم ہے کہ خوشیاں مناؤ تو سادگی سے مناؤ اور اللہ کی رضا کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ہماری کامیابی کا انحصار خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اس کی طرف جھکنے میں ہی ہے۔

غزل

اب کے ایسے ملی بہار ہمیں
دے گئی زخم بے شمار ہمیں

کانچ تھے اور تمہارے ہاتھ میں تھے
کر گئے ہو کئی ہزار ہمیں

گو نظر اب کبھی نہیں آتے
یاد آتے ہو بار بار ہمیں

یہ کیا تھا کہ اس کو دیکھا تھا
دے گیا آئینہ نکھار ہمیں

اب تو لگتا ہے کائنات کی حد
تیری یادوں کا یہ حصار ہمیں

علم کی سرزمیں کی بات ہوئی
یاد آیا وہ شہ سوار ہمیں

علم لگتا ہے ایک آب رواں
آپ لگتے تھے آبشار ہمیں

ٹوٹ کر بھی کبھی نہیں ٹوٹے
کون رکھتا ہے پائدار ہمیں

آندھیاں زور جب پکڑتی ہیں
باندھ رکھتا ہے اعتبار ہمیں

کیا گھڑی تھی کہ دل کو لگتا تھا
کاٹ کھائے گا انتظار ہمیں

دل کی بستی پہ راج کرنے کو
پھر ملا ایک تاجدار ہمیں

(آصف محمود باسط)

نور سے بھر جائے دل وہ رنگ ہے تحریر کا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی

انقلابی تاثیرات

(غلام مصباح بلوچ - ربوہ)

آسمانی پانی نہ اترنے کے نتیجے میں زمین بھی مدت سے خشک سالی کا شکار تھی ۔ لوگ مذاہب کے بے جا باہمی تنازعات سے تنگ آکر مذہب کو ہی خیر باد کہہ بیٹھے تھے ۔ ایک تعداد اِن لوگوں کی عیسائیت کے دجالی حملوں کا شکار تھی۔ایسے وقت میں سعید روحیں آسمان کی طرف نگاہ لگائے ایسی بارش کے انتظار میں تھیں کہ جس سے بالیدگئ روح کا سامان پیدا ہو اور اسلام کی تازگی کا نظارہ دیکھا جا سکے ۔سو قدرتِ الٰہی نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفی ﷺ کی غلامی میں آسمانی پانی یعنی الہام سے فیضیاب فرمایا تا اسلام کے سرسبز و شاداب درخت سے جھوٹی روایات، بدعات اور دیگر مذاہب کی طرف سے لگائے جانے والے جھوٹے الزامات کی آکاس بیل کو دور کر کے اس جنتی درخت کو سینچا جائے ۔اس کام کو سرانجام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانی خزائن اور حقائق و معارف سے نوازا۔جس کی روشنی میں آپ نے اسلام کی حقانیت اور صداقت کو اپنی تحریرات کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ۔اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ''سلطان القلم'' رکھا یعنی آپ کے قلم سے لکھی گئی تحریریں مذاہبِ باطلہ کے لئے ایک طاقتور ہتھیار کا کام دیتی ہیں ۔ آپ کی پہلی تصنیفِ لطیف ''براہینِ احمدیہ'' نے مذاہبِ عالم میں ایک انقلاب بر پا کر دیا جس سے اہلِ اسلام کو آپ کی ذات میں اسلام کی اک تازہ نئی صبح کی تنویر نظر آئی ۔مشہور اہلِ حدیث مولوی محمد حسین بٹالوی نے کتاب ''براہینِ احمدیہ'' پر ریویو کرتے ہوئے لکھا:

''ہماری رائے میں یہ کتاب اِس زمانے میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی......اور اِس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی وحالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے ۔

ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصًا آریہ و برہموسماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو ....'' ۔

(اشاعۃالسنہ جلد 7نمبر6صفحہ169,170)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نئی صبح کی تنویر کو تحریرات کی صورت میں دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا انتظام فرمایا تا آپ کی موت کے بعد بھی اِن لَا یَموت حقائق کا سلسلہ رہتی دنیا تک دنیا کو سیراب کرے اور آئندہ آنے والی نسلیں مادیّت اور دہریت کی دھوپ سے بچنے کے لیے اِن روحانی خزائن کی چھاؤں میں زندگی کا سامان پا سکیں۔ آپ کی تحریرات اپنے روشن دلائل اور براہینِ نیّرہ کی تیز شعاعوں کے ساتھ بصیرت ایمانی کے لیے گویا ضحوۃ النہار ہیں یہی وہ عظیم مقصد تھا جس کی خاطر آپ اِس زمانے میں مبعوث کئے گئے تھے ۔

آپ فرماتے ہیں:

''اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاحِ خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لیے کئی شاخوں پر امر تائیدِ حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا ۔چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اِس عاجز کے سپرد کیا گیا اور وہ معارف و دقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں اور انسان تکلف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئے ۔

(فتح اسلام ،روحانی خزائن جلد نمبر3 صفحہ 11,12)

ایک اور جگہ اپنی تحریرات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :

''میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں۔تائیدِ الٰہی سے لکھے گئے ہیں میں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں......'' ۔

(سرّ الخلافۃ ،روحانی خزائن جلد 8 صفحہ415,416)

اسی طرح آپ دنیا کو اپنی کتب و تحریرات کی طرف دعوتِ فکر دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

''پیارے ناظرین! کیا تم ہماری تحریروں کو غور سے نہیں دیکھتے ۔کیا سچائی کی شوکت تمھیں ان کے اندر معلوم نہیں ہوتی ۔کیا نورِ فراست تمھارا گواہی نہیں دیتا کہ یہ ایمانی قوت اور شجاعت اور یہ استقلال دروغ گو سے کبھی ظاہر نہیں ہو سکتا ''۔

(انوار الاسلام ، روحانی خزائن جلد نمبر9 صفحہ 7)

اپنی تحریری خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''...سلسلہ تحریر اتمامِ حُجّت کے واسطے مفصّل طور سے ستر (70) پچھتر (75) کتابیں لکھی ہیں اور اِن میں سے ہر ایک جُدا گانہ طور سے ایسی جامع ہے کہ اگر کوئی طالبِ حق اور طالبِ تحقیق ان کا غور سے مطالعہ کرے تو ممکن نہیں کہ اس کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا ذخیرہ بہم نہ پہنچ جاوے ۔ہم نے اپنی عمر میں ایک بھاری ذخیرہ معلومات کا جمع کر دیا ہے اور جہاں تک ممکن تھا ان کی اشاعت بھی کی گئی ہے ....''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 578)

آپ کے ان ناصحانہ پیغامات کے نتیجے میں جب طالبانِ حق نے آپ کی تحریرات کا مطالعہ کیا تو دیوانہ وار آپ کی طرف کھنچے چلے آئے کیونکہ یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ آپ کی تحریر انسانوں کے قلوب کو اپنے ساتھ لپیٹتی چلی جاتی ہے ۔آپ کے صحابہ کا ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو آپ کی تحریرات کی روحانی تاثیرات کے نتیجے میں داخلِ احمدیت ہوا ۔مضمون ھذا میں آپ کی پاکیزہ تحریرات کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے والے صحابہ کے روح پرور واقعات کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے ۔

(ا) ...... براہین احمدیہ:

۱۸۸۰ء سے شائع ہونے والی حضور علیہ السلام کی پہلی انقلاب آفرین کتاب جس نے مخالفینِ اسلام کے کیمپ میں کھلبلی مچادی جس نے ملک بھر کے مسلم حلقوں کی طرف سے بے مثال خراجِ عقیدت اور دادِ تحسین پائی ۔طالبانِ حق کی ایک بڑی تعداد آپ کی اس شہرہ آفاق تصنیف کی وجہ سے آپ کی معتقد ہو چکی تھی ۔

حضرت حکیم مولوی انوار حسین خان صاحب رضی اللہ عنہ شاہ آباد ضلع ہر دوئی یکے از 313 صحابہ (وفات 27 جولائی 1931ء) احمدیت کی طرف میلان کا پہلا پر تاثیر ذریعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

۱۸۸۷ء میں جب حضرت منشی احمد جان صاحب نے ایک کتاب طب روحانی لکھی تو اس میں سلب امراض کے طریق بتائے گئے تھے اور اس میں لکھا گیا تھا کہ دو حصے اور شائع ہوں گئے دو سرا حصہ کشف قبور کے متعلق اور تیسرا حصہ عالم لا ہوت اور ناسوت کے متعلق ہو گا۔میں نے جب پہلا حصہ دیکھا تو منشی صاحب مو صوف کی خدمت میں لکھا کہ دو سرا حصہ بھی روانہ کر دیں تو انھوں نے کہا اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی .... پنجاب میں ایک آفتاب نکلا ہے جس کے سامنے ستارے رہبری نہیں کر سکتے ان کا نام مرزا غلام احمد ہے انھوں نے ایک کتاب براہینِ احمدیہ لکھی ہے اس کو منگوا کر پڑھو۔چنانچہ منشی صاحب موصوف نے کچھ اشعار براہینِ احمدیہ کے لکھ کر بھیجے ۔ وہ یہ تھے :

گفت پیغمبرِ ستودہ صفات
از خدائے علیم مخفیات
بر سرِ ہر صدی بروں آید
آنکہ ایں کار راہمی شاید

......اسی طرح دو تین اور شعر......تب براہین احمدیہ کو دیکھ کر میں نے خط حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا ......چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ کو وہ روانہ کر دیا۔ اس سے ہی علم مجھ کو ہوا اور یہی ذریعہ میری احمدیت کے قبول کرنے کا ہوا ۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 8 صفحہ 285, 284)

(۲)......ازالۂ اوہام :

۱۸۹۱ء میں تیار کی گئی حضور علیہ السلام کی انقلاب آفریں کتاب جس میں آپ نے قرآنِ مجید و احادیثِ صحیحہ سے مسئلہ وفاتِ مسیح پر سیر کن بحث کی اور لفظ نزول و توفّی اور رفع اور خروجِ دجال کی حقیقت بیان کی اور نہایت قوی دلائل سے اپنا مثیلِ مسیح ابن مریم ہونا ثابت کیا ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو اس کتاب کے مطالعہ سے متا ثر ہو کر آغوشِ احمدیت میں آئے لیکن فی الوقت ایک ہی صحابی کے قبولِ احمدیت کا تذکرہ کیا جاتا ہے ۔

سید عبدالحکیم صاحب کٹکی اپنے والد حضرت سید عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق لکھتے ہیں :

''......آپ حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب کے گھر فروکش ہوئے ...... رات نمازِ عشاء کے بعد حضرت مولوی محمد سعید صاحب نے ازالہ اوہام پڑھ کر سنانا شروع کیا

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت میر صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ ازالہ اوہام کے شروع میں تو مولوی صاحب (میرے والد مرحوم) کچھ کچھ لڑتے جھگڑتے رہے۔جلد اول کے ختم ہوتے ہی چپ ہو گئے اور جب ''جائیکہ از مسیح وبزولش سخن روذ'' شروع ہوا تو پھر زارزار رونے لگے خصوصاً اس شعر پر ؎

بعد از خُدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

حضرت میر صاحب قبلہ فرماتے تھے کہ ازالہ اوہام ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ مولوی صاحب لیٹے لیٹے اٹھ بیٹھے اور مجھے کہتے کہ مولوی صاحب اب دیر کیا ہے حق ظاہر ہو گیا ....''۔

(الحکم 28 مئی و7 جون 1939)

(۳)......نشانِ آسمانی:

حضور علیہ السلام نے مئی 1892ء میں رسالہ '' نشانِ آسمانی'' جس کا دوسرا نام ''شهادت الملهمین'' ہے تحریر فرمایا جو جون 1892ء میں شائع ہوا اس میں آپ نے سائیں گلاب شاہ صاحب کی پیشگوئی اور شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی درج فرمائی جن سے حضور علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت ظاہر ہوتی ہے ۔

حضرت میاں وزیر خاں صاحب رضی اللہ عنہ ساکن بلب گڑھ دہلی بعدہٗ قادیان (بیعت 1892ء)فرماتے ہیں :

''میں ناگہ ہل علاقہ منی پور میں بصیغہ ملازمت سب اوورسیئر متعین تھا .... اس زمانے میں ایک شخص سردار خان نامی جو .....احمدی تھا میرے پاس آیا اور کتاب ''نشانِ آسمانی'' مجھے دے گیا اس کو میں نے پڑھا اس میں لکھا تھا ؎

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آیند در رنگے دِگر

اس شعر نے مجھ پر وہ اثر کیا کہ حضرت صاحب کی صداقت مجھ پر کھل گئی۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 14 صفحہ 356)

(۴)......آئینہ کمالاتِ اسلام :

حضور علیہ السلام کی ایک اور نہایت عظیم الشان اور گراں قدر تصنیف جس کا دوسرا نام ''دافع الوساوس'' ہے یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ اردو میں ہے اور دوسرا عربی میں۔اردو حصہ کی تاریخ 1892ء ہے اور اس کا عربی حصہ 1893ء کے آغاز میں لکھا گیا ۔اس کتاب میں آپؑ نے حقیقتِ اسلام اور وحی و نبوت اور ملائکہ کے وجود اور ان کے کاموں پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے ان شبہات اور وساوس کا بھی جواب دیا جو موجودہ فلسفہ کی رو سے ان مسائل پر کئے جاتے تھے۔قرآنی محاسن اور آنحضرت ﷺ کے کمالات پر ایک جامع کتاب ہے۔

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ (بیعت 1892ء۔ وفات 8 جنوری 1969ء) فرماتے ہیں :

''محمد خان صاحب کپور تھلہ کے ایک بھائی پھوپھی زاد رسالدار میجر بہادر عبدالکریم خان شاہجہانپوری میں تھے۔ محمد خان نے ان کو تبلیغ کی اور حضرت صاحب کا تذکرہ ان تک پہنچایا۔عبدالکریم خان کی نظر میں اس وقت کوئی عالم حافظ سید علی میاں کے برابر نہیں تھا ۔

محمد خان صاحب کو بہت تعجب ہوا کہ اچھا یہ اتنے بڑے عالم ہیں کہ جن پر آپ کو اتنا اطمینان اوراعتماد ہے ۔اچھا میں کچھ کتابیں دیتا ہوں آپ کسی کتاب کا ان سے رد لکھائیں حسبِ وعدہ وہ کتابیں انہوں نے شاہجہانپور بھیجیں یہ ۱۸۹۲ء کی بات ہے ، فتح اسلام، توضیح مرام ، ازالہ اوہام ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے چندرسائل اور بھی تھے ......میں اس بیان سے کچھ عرصہ قبل بریلی میں اندرمن مرادآبادی کی کتابوں میں چند اعتراضات پڑھ چکا تھا ان میں سے یہ اعتراض مجھے بہت بے چین کرنے کا موجب ہوا کہ قرآن شریف میں نبی کریم ﷺ کے متعلق لفظ ضال موجود ہے ۔میں نے اپنے اس زمانے کی حالت کے مطابق بہت کوشش کی کہ مجھے اس کا صحیح حل معلوم ہو جائے کتابیں بھی بحث مباحثات کی جو اندرمن مرادآبادی اور مولوی محمد علی ساکن بچھراوں ضلع مرادآباد کی تصنیف سے تھیں۔اسی غرض سے دیکھیں مگر تسلی بخش بات مجھے معلوم نہ ہوئی۔جب محمد خان صاحبؓ کی بھیجی ہوئی کتابیں عبدالکریم خان صاحب رسالدار میجر بہادر کے پاس پہنچیں تو وہ اس وقت میرے مکان پر تھے اور میرا ایک پاؤں جو کسی عارضہ کی وجہ سے سن ہوگیا تھا مَل رہے تھے خادم نے اطلاع دی تو انھوں نے کتابیں منگوائیں جو ایک بورے میں تھیں۔میں چونکہ ابتداء عمر سے مذاہب مختلفہ کی کتابیں دیکھنے کی عادت رکھتا تھا اس لئے میں نے بہت شوق کے ساتھ وہ کتابیں اپنے قریب ایک سٹول پر رکھوائیں اور اپنے ہاتھ سے اس کی سُتلی کاٹی اور بورا کھولا سب سے پہلے جن اوراق پر میرا ہاتھ پڑا وہ آئینہ کمالاتِ اسلام کے اجزا تھے کتاب بالکل تازہ چھپی ہوئی تھی جس سے روشنائی کی بو آتی تھی اور ابھی خشک بھی نہیں ہونے پائی تھی۔

سب سے پہلے جو صفحہ میرے سامنے آیا اس پر موٹے قلم سے لکھا تھا ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ اور یہ وہی چیز تھی جس کا میں دنوں سے متلاشی تھا ۔میں نے وہیں سے پڑھنا شروع کردیا اور آخر تک پڑھ گیا اور مجھے وہ راحت ، فرحت اور سرور حاصل ہوا جو الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا جو صاحب اس سے حصہ لینا چاہیں وہ اس موقعہ کو پڑھیں۔اس مضمون نے میرے دل میں یہ امر راسخ کردیا کہ صاحبِ مضمون نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشق کے اس درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں جس کی نظیر موجودہ لوگوں میں نہیں مل سکتی صرف اسی ایک بات نے مجھے آپ کو راستباز اور صادق مان لینے پر مجبور کردیا ۔میری راہ میں نہ تو حیات و ممات کا مسئلہ حارج ہوا اور نہ نزول کا ۔میں اسی وقت سے اپنے آپ کو آپ کے حلقہ بگوشوں میں شمار کرنے لگا اور پھر میں نے آئینہ کمالاتِ اسلام کے وہ باقی اجزا جن کا میں ذکر کر چکا ہوں از اول تا آخر پڑھے انھوں نے میرے خیالات کو بہت پختہ کردیا کیونکہ وہ ساری کی ساری کتاب نبی کریم ﷺ کے محامد اور اوصاف سے پُر ہے ۔ اسی رنگ میں کہ نہ اس سے پہلے میں نے یہ انداز کسی کی تصنیف میں پایا اور نہ اس کے بعد۔''

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 13 صفحہ 94-92)

اسی طرح حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ وفات 15 دسمبر 1963ء اپنی بیعت کی تقریب کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''موضع گولیکی میں مثنوی مولانا روم پڑھتے ہوئے جب میں چوتھے دفتر تک پہنچا تو ایک دن ظہر کی نماز کے بعد میں اور مولوی امام الدین صاحبؓ مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ حسنِ اتفاق سے پولیس کا ایک سپاہی نماز کے لئے اس مسجد میں آ نکلا مولوی صاحب نے جب اس کے صافہ میں بندھی ہوئی کتاب دیکھی تو آپ نے پڑھنے کے لئے اُسے لینا چاہا مگر اس سپاہی نے آپ کو روک دیا ۔ مولوی صاحبؓ نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ یہ کتاب جس بزرگ ہستی کی ہے وہ میرا پیشوا ہے ہو سکتا ہے کہ تم لوگ اسے پڑھ کر میرے پیشوا کو بُرا بھلا کہنے لگ جاؤ جسے میری غیرت برداشت نہیں کرسکے گی۔مولوی صاحبؓ نے کہا آپ بے فکر رہئے ہم آپ کے پیشوا کے متعلق کوئی برا لفظ زبان پر نہیں لائیں گے۔ تب اس سپاہی نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو آپ بڑی خوشی سے اس کتاب کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ تین چار روز کے لیے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں کیونکہ اس وقت میں تعمیلات کے لیے بعض دوسرے دیہات کے دورہ پر جا رہا ہوں واپسی پر یہ کتاب آپ سے لے لوں گا۔ چنانچہ مولوی صاحبؓ نے وہ کتاب سنبھال لی اور جاتے ہوئے گھر ساتھ لے گئے ۔

دوسرے دن جب میرا کسی کام سے مولوی صاحبؓ کے یہاں جانا ہوا تو میں نے وہی کتاب جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف' آئینہ کمالاتِ اسلام ' تھی حضور اقدس کی چند نظموں کے اوراق کے ساتھ مولوی صاحبؓ کی بیٹھک میں دیکھی جب میں نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کئے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع پائی ؎

عجب نُوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست دَر کانِ محمدؐ

میں اس نظم نعتیہ کو اول سے آخر تک پڑھتا گیا مگر سوز و گداز کا یہ عالم تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو رہے تھے ۔جب میں آخری شعر پر پہنچا کہ ؎

کرامت گر چہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش ہمیں بھی ایسے صاحبِ کرامات بزرگوں کی صُحبت سے مستفیض ہونے کا موقع مل جاتا ۔ اس کے بعد جب میں نے ورق اُلٹا تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منظومہ گرامی تحریر پایا ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پر پہنچا کہ ؎

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جو حضور اقدس علیہ السلام کا نام ملحد و دجّال وغیرہ رکھتے تھے بے حد تأسف پیدا ہوا۔اب مجھے انتظار تھا کہ مولوی امام الدین صاحبؓ اندرونِ خانہ سے بیٹھک میں آئیں تو میں آپؓ سے اس پاکیزہ سرشت بزرگ کا حال دریافت کروں۔چنانچہ جب مولوی صاحبؓ بیٹھک میں آئے تو میں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظومات عالیہ کس بزرگ کے ہیں اور آپ کس زمانہ میں ہوئے ہیں ۔مولوی صاحبؓ نے مجھے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمدؑ ہے جو مسیح اور مہدی ہونے کا دعوٰی کرتا ہے اور قادیان ضلع گورداسپور میں اب بھی موجود ہے ۔اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضور اقدس علیہ السلام کے متعلق نکلا وہ یہ تھا کہ دنیا بھر میں اس شخص کے برا بر

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پرملاحظہ فرمائیں

BELA BOUTIQUE
ہرموسم اورموقع کے لئے زنانہ ملبوسات ، فینسی سینڈلز ،
مردانہ سوٹ ، اچکن ، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے
Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

خطبہ جمعہ

بدظنّی سے تجسّس اور تجسّس سے غِیبت کی عادت پیدا ہوتی ہے

چغلی کی عادت سے اجتناب کے لئے ذیلی تنظیموں کو ٹھوس لائحہ عمل تجویز کرنا چاہئے

(بدظنی،تجسس او رغیبت کی عادات چھوڑنے کے بارہ میں پُرمعارف خطبہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۶/دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۶/فتح ۱۳۸۲ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،مورڈن لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَايَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا۔ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۔ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾(سورة الحجرات آیت ۱۳)

ہمارے معاشرے میں بعض برائیاں ایسی ہیں جو بظاہر بہت چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن ان کے اثرات پورے معاشرے پر ہورہے ہوتے ہیں۔اورایک فساد برپا ہوا ہوتا ہے۔انہی برائیوں میں سے بعض کا یہاں اس آیت میں ذکر ہے۔ ترجمہ ہے اس کا کہ اے لوگو جوایمان لائے ہو!ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔اور تجسس نہ کیا کرو۔اورتم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔کیاتم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔اوراللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس میں تین باتوں کا ذکر ہے لیکن اصل میں تو پہلی دو باتوں کی ہی مناہی کی گئی ہے۔تیسری برائی یعنی غیبت میں ہی دونوں آ جاتی ہیں۔کیونکہ ظن ہوتا ہے تو تجسس ہوتا ہے اس کے بعد غیبت ہوتی ہے۔تو اس آیت میں یہ فرمایا کہ غیبت جو ہے یہ مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔اب دیکھیں ظالم سے ظالم شخص بھی،سخت دل سے سخت دل شخص بھی،کبھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔اس تصور سے ہی ابکائی آنے لگتی ہے،طبیعت متلانے لگتی ہے۔

ایک حدیث ہے ’’قیس روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ چلے جارہے تھے۔آپ کا ایک مردہ خچر کے پاس سے گزر ہوا جس کا پیٹ پھول چکا تھا‘‘۔مرے ہونے کی وجہ سے پیٹ پھول جاتا ہے،کافی دیر سے پڑا تھا۔’’آپ نے کہا بخدا تم میں سے اگر کوئی یہ مردار پیٹ بھر کر کھالے تو یہ بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کا گوشت کھائے (یعنی غیبت کرے یا چغلی کرے)۔

(الادب المفرد للبخاری ۔باب الغيبة وقول الله تعالیٰ:ولا يغتب بعضكم بعضا)

تو بعض نازک طبائع ہوتی ہیں۔اس طرح مرے ہوئے جانور کو،جس کا پیٹ پھول چکا ہو،اس میں سے سخت بدبو آرہی ہو،تعفن پیدا ہو رہا ہو، اس کو بعض طبیعتیں دیکھ بھی نہیں سکتیں،کجا یہ کہ اس کا گوشت کھایا جائے۔لیکن ایسی ہی بظاہر حساس طبیعتیں جو مردہ جانور کو تو نہیں دیکھ سکتیں،اس کی بدبو بھی برداشت نہیں کرسکتیں،قریب سے گزر بھی نہیں سکتیں،لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر غیبت اور چغلیاں اس طرح کر رہے ہوتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں۔تو یہ بڑے خوف کا مقام ہے،ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔اب یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے،کہ فرمایا اگر اس قسم کی باتیں پہلے کر بھی چکے ہو،تو استغفار کرو،اللہ کا تقویٰ اختیار کرو،اپنے رویّے درست کرو،مَیں یقیناً بہت رحم کرنے والا،توبہ قبول کرنے والا ہوں۔مجھ سے بخشش مانگو تو مَیں رحم کرتے ہوئے تمہاری طرف متوجہ ہوں گا۔بعض لوگ غیبت اور چغلی کی گہرائی کا علم نہیں رکھتے۔ان کو سمجھ نہیں آتی کہ کیا بات چغلی ہے،غیبت ہے۔ بعض اوقات سمجھ نہیں رہے ہوتے کہ یہ چغلی بھی ہے کہ نہیں۔بعض دفعہ بعض باتوں کو مذاق سمجھا جارہا ہوتا ہے لیکن وہ چغلی اور غیبت کے زمرے میں آتی ہے اس لئے اس کو مَیں تھوڑی سی مزید وضاحت سے کھولتا ہوں۔

علامہ آلوسی ﴿وَلَايَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

’’اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دوسرے افراد سے ایسی بات نہ کرے جو وہ اپنے بارہ میں اپنی غیر موجودگی میں کئے جانے کو ناپسند کرتا ہے.........اور جو چیز وہ ناپسند کرے اس سے مراد عمومی طور پر یہ ہوگی کہ وہ باتیں اس کے دین کے بارہ میں،یا اس کی دنیا کے بارہ میں کی جائیں،اس کی دنیاوی حالت کے بارہ میں کی جائیں،اس کے مال یعنی امیری غریبی کے بارہ میں کی جائیں۔یا اس کی شکل وصورت کے بارہ میں کی جائیں،یا اس کے اخلاق کے بارہ میں کی جائیں،یا اس کی اولاد کے بارہ میں کی جائیں،یا اس کی بیوی کے بارہ میں کی جائیں،یا اس کے غلاموں اور خادموں کے بارہ میں کی جائیں،یا اس کے لباس کے بارہ میں اور اس کے متعلقات کے بارہ میں ہوں‘‘۔(روح المعانی)

تو یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ اگر کسی کے پیچھے کی جائیں تو وہ ناپسند کرتا ہے۔اب دیکھ لیں کہ اکثر ایسی مجلسوں کا محور یہی باتیں ہوتی ہیں،دوسرے کے بارہ میں تو کر رہے ہوتے ہیں لیکن اگر اپنے بارہ میں کی جائیں تو ناپسند کرتے ہیں اور پھر جب باتیں ہو رہی ہوتی ہیں تو ایسے بے لاگ تبصرے ہو رہے ہوتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر ان کے اپنے بارہ میں یہ پتہ لگ جائے کہ فلاں فلاں مجلس میں ان کے بارہ میں بھی ایسی باتیں ہوئی ہیں تو بُرا لگتا ہے،برداشت نہیں کر سکتے،فوراً مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔اس لئے جو باتیں وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتے،اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کریں۔جن باتوں کا ذکر اپنے لئے مناسب نہیں سمجھتے کہ مجلسوں میں ہوں،اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کریں کہ اس کا ذکر بھی اس طرح مجلسوں میں نہ ہو۔

حضرت خلیفة المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوءظنیوں سے بچو(بدظنیوں سے بچو)۔اس سے سخت سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت پڑتی ہے۔(جب بدظنیاں کروگے تو عیب تلاش کرنے کی عادت بھی پڑے گی)۔اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ تجسس نہ کرو۔تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔جب انسان کسی کی نسبت سوءظن کرتا ہے یا بدظنی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب بھی مجھے مل جاویں‘‘،اس کی کچھ برائیاں بھی نظر آجائیں۔’’اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے‘‘۔یعنی کہ اتنا ڈوب جاتا ہے عیب کی تلاش میں کہ جس طرح کوئی بہت اہم کام کر رہا ہے۔اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کو کیا جواب دوں گا‘‘۔یعنی یہ سوچتا رہتا ہے کہ مَیں ایک دفعہ اس کے بارہ میں ایک رائے قائم کر چکا ہوں اگر کوئی اس کی دلیل مانگے تو تمہارے پاس اس کی برائی کا ثبوت کیا ہے تو جواب کیا دوں گا۔تو اس جواب کو تلاش کرنے کے لئے مستقل اس جستجو میں رہتا ہے،اس کوشش میں رہتا ہے کہ اس کی مزید برائیاں نظر آئیں۔تو فرماتے ہیں کہ ’’اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے،پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے جیسے اللہ کریم نے فرمایا کہ ﴿وَلَايَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾۔غرض خوب یاد رکھو سوءظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔اگر ایک شخص روزے بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور نکتہ چینی میں مشغول رہتا ہے تو وہ اپنے مردہ بھائی کا

گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا﴿ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ﴾۔اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزے کیا رکھتا ہے، وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ایسا بدآدمی ہے جو اپنے مردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک صوفی نے کشف میں دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی ہے۔جب اس سے قے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن میں سے بدبو آتی تھی"۔کتنی کراہت والی چیز ہے یہ لیکن جب کر رہا ہوتا ہے تو پتہ نہیں لگتا۔پھر فرمایا کہ"یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں، یہ واقعات ہیں۔جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے ،نہیں مرتے"۔

اب یہ جو حضرت خلیفة المسیح اول ؓ فرما رہے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں ہے کہ" حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر بآواز بلند فرمایا کہ:اے لوگو!تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا۔انہیں مَیں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں۔ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو لوگوں میں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے"۔

(ترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی تعظیم المومن)

اب بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ، کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تاکہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظور نظر ہو جائیں۔یا بعضوں کو یونہی بلاوجہ عادت ہوتی ہے، کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔تو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے ،دنیاوی چیز کے لئے ، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے ،اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔

حضرت خلیفة المسیح الاول ؓ فرماتے ہیں کہ:

"اس لئے مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور دردِ دل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو۔بغض اور کینے سے اجتناب کرو اور بکلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو، اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔............انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسا لیتا ہے ورنہ بات سہل ہے، بڑی آسان بات ہے۔جو لڑ کے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں اللہ کریم ان کو پسند نہیں کرتا۔اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالیٰ اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے۔یاد رکھو اللہ کریم ﴿تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾ ہے۔وہ معاف کر دیتا ہے۔جب تک انسان اپنا نقصان نہ اٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سُکھ نہیں پہنچا سکتا۔اس لئے بد دوستوں سے بکلی کنارہ کش ہو جاؤ۔

مَیں نے جیسے پہلے بھی کہا ہے کہ بعض لوگ صرف باتوں کا مزا لینے کے لئے ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔شروع میں صرف سن رہے ہوتے ہیں اور ہنسی ٹھٹھے کی باتوں پہ ہنس رہے ہوتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ عادت پڑ جاتی ہے ایسی باتوں کی اور خود بھی ایسی باتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔تو نوجوانوں کو خاص طور پر اس سے بچنا چاہئے۔شروع میں ہی، بچپن سے ہی اطفال میں بھی اور خدام میں بھی یہ عادت ڈالیں کہ کسی کی برائی نہیں کرنی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ" ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ کیونکہ اس سے پھر تجسس پیدا ہوگا۔اگر تجسس تک پہنچ چکے ہو پھر بھی رُک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے۔اور یہ ایک بہت بڑی بداخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾تقویٰ اختیار کرو، پورے پورے پرہیزگار بن جاؤ مگر یہ سب کچھ اللہ توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے"۔

(الحکم ۳۱/اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۸،۹۔بحوالہ حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۷۔۶)

اس لئے اس معاشرے میں جہاں ہر طرف گند پھیلا ہوا ہے، ہر طرف گندگی ہے، باتوں کی بھی، ....؟اس سے بچنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے رہنا چاہئے، اسی سے مدد مانگنی چاہئے تب ہی ہم اس سے بچ سکتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا۔اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا﴾یعنی چاہئے کہ ایک تمہارا دوسرے سے گلہ مت کرے۔کیا تم پسند کرتے ہو کہ مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ"۔

(لیکچر لاہور۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۱۵۶)

اب گلہ کرنا، شکوہ کرنا بھی غیبت والی بات ہی ہے۔کیونکہ ایک دفعہ جب مشترکہ دوستوں میں بیٹھ کے شکایتیں شروع ہو گئیں تو پھر آہستہ آہستہ یہی شکوے شکایتیں جو ہیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔اور پھر غیبت کی عادت پڑ جاتی ہے۔اس لئے ہلکی سے ہلکی بھی جس میں شائبہ بھی ہو غیبت کا، وہ بات نہیں کرنی چاہئے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے۔آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں اور پھر صبح اٹھ کر وہی کام شروع کر دیتی ہیں۔لیکن اس سے بچنا چاہئے۔عورتوں کی خاص سورۃ قرآن شریف میں ہے۔حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بہشت میں دیکھا کہ فقیر زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں"۔یعنی غریب لوگ بہشت میں زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ" عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ان میں سے یہ ہیں کہ شیخی کرنا کہ ہم ایسے ہیں، ایسے ہیں۔پھر قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نیچی ذات کی ہے۔پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ شروع کر دیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہوئے ہیں، زیور اس کے پاس کچھ بھی نہیں" وغیرہ وغیرہ۔

(ملفوظات جلد۸ صفحہ ۴۴۱ جدید ایڈیشن)

یہ تو اس زمانے کی عورتوں کا حال تھا۔الحمدللہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر بہت بڑی تعداد عورتوں کی اس بیماری سے پاک ہو گئی ہے اور اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہیں اور بعض تو دین کی خدمت کے معاملے میں اور اس جذبے میں مردوں سے بھی آگے ہیں۔لیکن ابھی بھی بعض دیہاتوں میں، بعض شہروں میں بھی جہاں عورتیں نہ دین کی خدمت کر رہی ہیں، نہ کوئی اور ان کو کام ہے، اس غیبت کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

اسی طرح مردوں کی بھی شکایات آتی ہیں۔مجلسوں میں بیٹھ کر لوگوں کے متعلق بات کر رہے ہوتے ہیں۔تو ایسے بھی مرد ہیں۔یہ وہی ہیں جن کو نکمے بیٹھنے کی عادت ہوتی ہے۔ایسے لوگوں کے بیوی بچے بے چارے کما کر گھر کا خرچ چلا رہے ہوتے ہیں۔اور ایسے لوگوں کو شرم بھی نہیں آ رہی ہوتی۔بہرحال یہ بیماری چاہے عورتوں میں ہو یا مردوں میں اس سے بچنا چاہئے۔نظام جماعت کو بھی چاہئے خدام، لجنہ وغیرہ ، اس بارہ میں فعال ہونا چاہئے۔کیونکہ یہ بیماری دیہاتی، ان پڑھ اور فارغ عورتوں میں زیادہ ہے اس لئے لجنہ کو خاص طور پر، دنیا میں ہر جگہ، مؤثر لائحہ عمل اس کے لئے تجویز کرنا چاہئے ۔پھر ان باتوں کے علاوہ جن کی نشاندہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے یہ بھی بیماری پیدا ہو گئی ہے کہ فارغ وقت میں اسی طرح لوگوں کے گھروں میں بے وقت چلی جاتی ہیں۔اور اگر کسی غریب نے اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھا ہوا ہے کہ اس طرح اندر گھستی ہیں گھروں میں کہ ان کے کچن تک میں چلی جاتی ہیں۔کھانوں کی ٹوہ لگاتی ہیں کہ کیا پکا ہے کیا نہیں پکا۔اور پھر بجائے ہمدردی کے یا ان کی مدد کرنے کے، یا کم از کم ان کے لئے دعا کرنے کے، مجلسوں میں باتیں کی جاتی ہیں کہ پیسے بچاتی ہے، سالن کی جگہ چٹنی بنائی ہوئی ہے یا پھر اتنا تھوڑا سالن تھا، یا فلاں تھا، یہ تھا، وہ تھا، کنجوس ہے۔وہ کنجوس ہے یا جو بھی ہے وہ اپنا گھر چلا رہی ہے جس طرح بھی چلا رہی ہے تمہارا کیا کام ہے کہ کسی کے گھر کے اندر گھس کر اس کے عیب تلاش کرو۔اور پھر جب ایسے سفید پوش لوگوں کے گھروں میں بچیوں کے رشتے آتے ہیں تو پھر ایسی عورتیں Active ہو جاتی ہیں، بڑی فعال ہو جاتی ہیں اور جہاں سے کسی کا رشتہ یا پیغام آیا ہو وہاں پہنچ کر کہتی ہیں کہ ان کے گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔وہاں سے تمہیں جہیز بھی نہیں مل سکتا۔اس لڑکی میں فلاں نقص ہے۔تو مَیں تمہیں بتاتی ہوں فلاں جگہ ایک اچھا رشتہ ہے، یہاں نہ کرو وہاں کرو۔گو جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد انتہائی کم ہے، معمولی ہے، پھر بھی فکر کی بات ہے کیونکہ جس معاشرہ میں ہم رہ رہے ہیں وہ ایسا ہی ہے اور یہ معاشرہ بہرحال اثر انداز ہوتا ہے اور یہ باتیں بڑھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

ایک حدیث ہے جو ایسے لوگوں کے بارہ میں ہی ہے۔حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؓ اور حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے اور اللہ تعالیٰ کے بُرے بندے غیبت اور چغلیاں کرتے پھرتے ہیں، دوستوں پیاروں کے درمیان تفریق ڈالتے ہیں، نیک پاک لوگوں کو تکلیف، مشقت، فساد، ہلاکت اور گناہ میں ڈالنا چاہتے ہیں"۔ (مسند احمد بن حنبل ۔مسند الشامیین) ۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی مرد و عورت کو اس سے

بچائے۔

پھر حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے سب سے زیادہ میرے محبوب وہ ہیں جو بہترین اخلاق کے حامل ہوں، نرم خو ہوں، وہ لوگوں سے انس رکھتے ہوں اور لوگ ان سے مانوس ہوں اور تم میں سب سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک چغل خور، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے اور بے گناہ لوگوں پر تہمت لگانے والے ہیں‘‘۔ (ترغیب و ترھیب)

پھر حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’جب مجھے معراج ہوا تو کشفاً مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اس سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا، جبرائیل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ، لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے، الزام تراشیاں کرتے تھے، حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے‘‘۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

تو دیکھیں یہ کتنا خوفناک منظر ہے۔ غیبت کرنے والوں کی مرنے کے بعد کی سزا کتنی خوفناک ہے۔ انسان عام طور پر بعض دفعہ بے احتیاطی میں باتیں کر جاتا ہے۔ بعض اوقات نیت نہیں بھی ہوتی کہ چغلی یا غیبت ہو لیکن آنحضرت ﷺ اس معاملہ میں اتنے محتاط تھے اور اس حد تک گہرائی میں اور باریکی میں جاتے تھے کہ جہاں ذرا سا شائبہ بھی ہو کہ بات غیبت کے قریب ہے تو سخت کراہت فرماتے تھے اور فوراً تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔

’’حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت کے بار ہ میں کہا کہ وہ چھوٹے قد کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے غیبت کی ہے‘‘۔

(احیاء علوم الدین ازعلامہ غزالی جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۷۸)

اب کتنی باریکی میں جا کے بھی آپؐ تنبیہ فرما رہے ہیں۔ کتنا خوف کا مقام ہے، کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔ جب اس انتہا تک یا اتنی باریکی میں جا کر غیبت سے بچنے کی کوشش ہم نہیں کریں گے اس وقت تک ہم حسین اسلامی معاشرہ قائم نہیں کر سکتے، جس کا دعویٰ کر کے ہم اٹھے ہیں۔ اور اسی طرح اپنی عاقبت بھی نہیں سنوار سکتے۔ غیبت کرنے والا کا حال تو آپ نے دیکھ ہی لیا، سن لیا کیا ہوتا ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بے انتہا بلند کر دیتا ہے اور بعض اوقات وہ لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے‘‘۔ (بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان)

’’حضرت ابوعمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا اعمال نامہ لایا جائے گا۔ وہ اس کو پڑھے گا، پھر کہے گا اے میرے رب مَیں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کئے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمہارے نامۂ اعمال سے مٹا دی گئی ہیں‘‘۔ (ترغیب و ترھیب)

دیکھیں غیبت کی وجہ سے وہ تمام نیک کام نماز، روزے، صدقے، کسی غریب کی خدمت کرنا، سب نیکیاں نامۂ اعمال سے مٹا دی گئیں صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔

اس بارہ میں جتنی بھی احادیث پڑھیں، خوف بڑھتا چلا جاتا ہے اس کا ایک ہی علاج ہے کہ آدمی ہر وقت استغفار کرتا رہے۔

’’امام غزالیؒ کہتے ہیں (اس کا خلاصہ یہ ہے) کہ جس کے پاس چغلی کی جائے اسے چاہئے کہ وہ چغل خور کی تصدیق نہ کرے اور نہ جس کے بارہ میں چغلی کی گئی ہے اس سے بدظن ہو‘‘۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۷)

اب یہ بڑے ہی پتے کی بات ہے جو امام غزالی نے بیان فرمائی ہے اور افسران اور عہدیداران کو خاص طور پر یہ ذہن میں رکھنا چاہئے۔ کبھی بات یک طرفہ بات سن کر کسی کے خلاف نہیں ہو جانا چاہئے، کسی سے بدظن نہیں ہونا چاہئے اور ہمیشہ تحقیق کرنی چاہئے اور صحیح طریقے پر تحقیق کرنی چاہئے، گہرائی میں جا کر تحقیق کرنی چاہئے، پھر کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے۔ اور عموماً یہی ہوتا ہے کہ اکثر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ جو چغلی کرنے والے ہیں ان لوگوں کی اکثر رپورٹیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ کہ سب کچھ غلط تھا، صرف چغلی کی گئی تھی، غیبت کی گئی تھی اور مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح اس کو نقصان پہنچایا جائے۔ پھر یہ بھی ہے کہ آئندہ ایسے شخص سے محتاط رہیں۔ اس کی گواہی قبول نہ کریں، اس کی کسی رپورٹ پر کان نہ دھریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام نے غیبت کی ممانعت کے متعلق جو حکم دیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات انسان دوسرے کے متعلق ایک رائے قائم کر لیتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس رائے میں حق بجانب بھی سمجھتا ہے‘‘۔ وہ سمجھتا ہے کہ مَیں نے ٹھیک رائے قائم کی ہے‘‘ لیکن درحقیقت اس کی یہ رائے صحیح نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ ہم نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص کے متعلق ایک رائے قائم کر لی گئی کہ یہ ایسا ہی ہوگا اور یہ بھی یقین کر لیا جاتا ہے کہ میری رائے بھی درست ہے لیکن ہوتی غلط ہے۔ اور اگر ایسی صورت میں اگر کوئی دوسرا شخص سامنے بیٹھا ہوگا۔ اگر تو دوسرا شخص جس کے بارہ میں رائے قائم کی گئی ہے وہ سامنے بیٹھا ہوا اور اس سے پوچھا جائے تو لازماً وہ اپنی بریت ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا اور کہے گا کہ تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے، میرے اندر یہ نقص نہیں پایا جاتا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ خواہ کسی کے نزدیک کوئی بات سچی ہو جب وہ کسی شخص کی عدم موجودگی میں بیان کرتا ہے اور وہ بات ایسی ہے کہ جس سے اس کے بھائی کی عزت کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے علم کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے رتبہ کی تنقیص ہوتی ہے تو قرآن کریم اور احادیث کی رو سے وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ اس طرح اس نے اپنے بھائی کو اپنی برأت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۵۷۹)

’’حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے چغلی کرنے اور چغلی سننے دونوں سے منع فرمایا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۹۱)

جیسے کہ پہلے بھی مَیں نے کہا تھا کہ بعضوں کو ایسی مجلسوں میں بیٹھ کر ہنسی مذاق سننے کی عادت پڑتی ہے اور آہستہ آہستہ چغلی کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ تو چغلی سننے کو بھی منع فرمایا ہے۔

پھر ’’حضرت عبداللہ بن بُسر بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حاسد، چغل خور اور کاہن مجھ میں سے نہیں اور مَیں ان میں سے نہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۹۱)

پھر ایک حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو انسان کو نظر آ جاتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر وہ بھول جاتا ہے۔ (الترغیب والترھیب منان یامر بالمعروف وینہی عن المنکر وینھی نفسہ)۔ یعنی بھائی کی چھوٹی سے چھوٹی برائی تو نظر آ جاتی ہے اپنی بڑی بڑی برائیاں بھی نظر نہیں آتیں۔

آج بھی دیکھ لیں چغل خور یا دوسروں کی غیبت کرنے والے، بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے خود ان تمام برائیوں میں بلکہ ان سے بڑھ کر برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں جو وہ اپنے بھائی کے متعلق بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر ان کی بے شرمی کی یہ بھی انتہا ہے کہ ان کی برائیوں کا کھلے عام بعض لوگوں کو علم بھی ہوتا ہے پھر بھی ان کو شرم نہیں آ رہی ہوتی کہ ہم پہلے اپنی اصلاح کریں بجائے اس کے کہ اپنے بھائی کی برائیاں کریں۔

سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ اگر صحیح درد ہے معاشرے کا، معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں، صرف مزے لینے کے لئے اور لوگوں کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے باتیں نہیں کہ ان کو لوگوں کی نظروں سے گراؤں، افسروں کی نظروں سے گراؤں اور اپنی پوزیشن بناؤں۔ تو ایسے لوگ بھی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اس نصیحت پر عمل کرتے ہیں کہ ’’حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تو اپنے کسی ساتھی کے عیوب بیان کرنا چاہے تو پہلے ایک نظر اپنے عیوب پر ڈال لے‘‘ (احیاء علوم الدین جلد ۳ صفحہ ۱۷۷)۔ کسی کے عیب بیان کرنے سے پہلے اپنے عیبوں پر نظر ڈالو۔

اسی بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں فرمایا کہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے　　　مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

تو جب آپ اپنے عیب دیکھیں گے۔ جو بہت دل گردے کا کام ہے، بہت کم ہیں جو اپنے عیبوں پر اس طرح نظر رکھتے ہیں جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اپنی بڑی سے بڑی برائی بھی نظر نہیں آتی۔ اور اگر وہ نظر آ جائے گی تو بڑی اور چھوٹی تمام برائیاں نظر آنا شروع ہو جائیں گی۔ اور دوسروں کی برائیاں کرنے سے پہلے ایسا شخص سوچے گا اور پھر نیک نیت ہو کر پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کرے گا، پھر اپنے دوست کی اصلاح کی کوشش کرے گا تا کہ حسین اور پاک معاشرہ قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق دے کہ اپنے آپ پر نظر رکھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو، اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو، اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو، بے رخی نہ برتو، جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے رسوا نہیں کرتا، اسے حقیر نہیں جانتا، اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ (یعنی مقام تقویٰ تو دل ہے) اور سب سے بڑا جو مقام تقویٰ ہے اور جس دل میں تقویٰ

ہے وہ آنحضرت ﷺ کا دل ہے اور پھر ہر ایک کو بھی اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہئے اور تقویٰ پر قائم رہنا چاہئے۔ تو ’’ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی خوبصورتی کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو اور نہ تمہارے اموال کو بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں پر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اپنے بھائی کے خلاف جاسوسی نہ کرو، دوسروں کے عیبوں کی ٹوہ میں نہ رہو، ایک دوسرے کے سودے نہ بگاڑو‘‘۔ اب یہاں سودے بگاڑنے میں ایک یہ چیز بھی آجاتی ہے کہ جو نئے رشتے قائم ہو رہے ہوتے ہیں لڑکے لڑکی کے ان میں بھی بعض لوگ بگاڑ پیدا کرتے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر آیا ہوں۔ تو یہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔ عورتیں پہنچ جاتی ہیں، جہیز کا اور دوسری چیزوں کا بتانے کے لئے کہ فلاں جگہ نہیں، فلاں جگہ اچھا رشتہ ہے۔ پھر فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو‘‘۔

(مسلم کتاب الادب باب تحریم الظن وبخاری کتاب الادب)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’خیانت نہ کرو، گلہ نہ کرو، اور ایک عورت دوسری عورت پر بہتان نہ لگاوے‘‘۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۸۱) اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرد جا کر اپنی عورتوں کو سمجھاتے رہیں، خود بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔

پھر کسی عورت نے کسی دوسری عورت پر گلہ کیا تو اس پر آپ نے فرمایا:

’’ایک شخص تھا، اس نے کسی دوسرے کو گنہگار دیکھ کر خوب اس کی نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ دوزخ میں جائے گا۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیوں؟ تجھ کو میرے اختیارات کس نے دئے ہیں‘‘۔ جنت اور دوزخ میں بھیجنا تو میرا کام ہے۔ ’’دوزخ اور بہشت میں بھیجنے والا تو مَیں ہی ہوں تو کون ہے؟‘‘ تو جس نے نکتہ چینی کی تھی اور اپنے آپ کو نیک سمجھتا تھا اس شخص کو کہا کہ ’’جا مَیں نے تجھے دوزخ میں ڈالا اور اور یہ گنہگار بندہ جس کا تو گلہ کیا کرتا تھا کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے اور دوزخ میں جائے گا اس کو مَیں نے بہشت میں بھیج دیا‘‘، جنت میں بھیج دیا۔ تو فرماتے ہیں کہ ’’ہر ایک انسان کو سمجھنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ مَیں ہی الٹا شکار ہو جاؤں‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۰۔۱۱۔ مطبوعہ ربوہ)

آج بھی لوگ ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ فلاں شخص تو بڑا گندہ ہے، گنہگار ہے، جہنمی ہے پھر بعض اپنی بزرگی جتانے کے لئے اس قسم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ پہلے تو کرید کرید کر کسی کے بارہ میں پوچھتے ہیں کہ فلاں نیکی تم نے کی، فلاں کی، نماز پڑھی، یہ کیا، وہ کیا، نمازوں میں دعائیں کرتے ہو، کس طرح کرتے ہو، رقت طاری ہوتی ہے کہ نہیں، رونا آتا ہے کہ نہیں، حوالہ دیا کہ جس کو رونا نہیں آیا اس کا دل سخت ہو گیا۔ تو یہ چیزیں پوچھتے ہیں پہلے کرید کرید کر جو بالکل غلط چیز ہے۔ یہ بندے اور خدا کا معاملہ ہے، انفرادی طور پر کسی کو پوچھنے کا حق نہیں ہے۔ عموماً ایک نصیحت کی جاتی ہے جلسوں میں، خطبوں میں، کہ اس طرح نماز پڑھنی چاہئے اس طرح نماز ادا کرنی چاہئے اور پوری طرح اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے۔ تو ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ پہلے کرید کرید کر پوچھے اور پھر جب اس کی حالت کا پتہ کر لے تو یہ کہے کہ تم اتنے دن سے نماز میں روئے نہیں، تمہیں رقت طاری نہیں ہوئی۔ تم نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا یا ہلاکت میں ڈال لیا۔ تو ایسے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خدا کے اختیار ان کو نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے رونے کو تو خدا تعالیٰ ردّ کر دے اور اس کے نہ رونے کو قبول کر لے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے۔ تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنے کا کیا فائدہ۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شخص بڑا گناہ گار ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ میرے قریب ہو جا یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کر دے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تو نے فلاں گناہ کیا، فلاں گناہ کیا، لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنوائے گا۔ وہ کہے گا کہ ہاں یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوئے۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا آج کے دن مَیں نے تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب دے دیا۔ تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کا دس دس نیکیوں کا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہوں کا تو بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ تو یہ سوچ کر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ گنائے گا کہ اے خدا مَیں نے تو یہ گناہ بھی کئے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اس کی بات سن کر ہنسے گا اور فرمائے گا کہ دیکھو میری مہربانی کی وجہ سے یہ بندہ ایسا دلیر ہو گیا ہے کہ اپنے گناہ خود ہی بتلاتا ہے۔ پھر اسے حکم دے گا کہ جا بہشت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے تیری طبیعت چاہے داخل ہو جا‘‘۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس لئے ہمارا کوئی حق نہیں بنتا کہ کسی پر بلاوجہ انگلیاں اٹھاتے پھریں۔ ’’تو کیا خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہے یا اس کے دل میں کیا ہے۔ اس لئے غیبت کرنے سے بکلّی پرہیز کرنا چاہئے۔

(بدر جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۰۔ مورخہ ۹؍مارچ ۱۹۰۶ء۔ بحوالہ ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۱۷۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان اُن میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گِلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے (شکوہ کرنے کی عادت ہے)۔ ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت بُرا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ﴿أَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتاً﴾ خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہ سب برے کام ہیں‘‘۔ (الحکم۔ جلد نمبر ۱۰، نمبر ۲۲، صفحہ ۳۔ بتاریخ ۲۴؍جون ۱۹۰۶ء۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ ۲۱۸۔۲۱۹)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں، لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے‘‘۔ فرمایا کہ:

’’ایک صوفی کے دو مرید تھے۔ ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔ اس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے جا کر اٹھا کیوں نہیں لاتا۔ تو فرمایا کہ صوفی کا یہ مطلب تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔ آنحضرت ﷺ سے غیبت کا حال کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے برا لگے‘‘۔ پیچھے سے کسی کی بات چاہے وہ صحیح ہو اس طرح بیان کرنا کہ اگر اس کے سامنے کرتے تو اس کو برا لگتا۔ ’’غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات اس میں نہیں‘‘ اور پھر تم بیان کر رہے ہو تو یہ بہتان ہے، یہ جھوٹ ہے، اس پر الزام ہے۔

تو فرماتے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا۔ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا﴾ (الحجرات: ۱۳) اس میں غیبت کرنے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے ان میں غیبت کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار جاتی ہے‘‘۔ اس لئے نصیحت کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ ’’اگر مومنوں کو ایسا ہی محتاط ہونا تھا اور ان سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پھر ایسی کسی آیت کی کیا ضرورت تھی۔ بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اٹھتا ہے، بعض میں کچھ طاقت آ گئی ہے۔ پس چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔ اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرے۔ اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضاء وقدر کا معاملہ سمجھے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سر دست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔ ...... جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔ کسی کا بچہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لئے وہ پوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔ بلکہ وہ فرماتا ہے ﴿تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ﴾ (البلد: ۱۸) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ ﴿مَرْحَمَة﴾ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔ سعدی نے کہا ہے ؎

خدا داند و بپوشد ہمسایہ نداند و خروشد

کہ خدا تعالیٰ تو جان کر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے۔ تمہیں چاہئے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰه بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ ہے کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو، کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آ گیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔ شیخ سعدیؒ کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق و معارف بیان کرتا تھا اور دوسرا جلا بھُنا کرتا تھا۔ آخر پہلے نے سعدیؒ سے بیان کیا کہ جب مَیں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تُو نے غیبت

کی۔غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم، دعا، ستاری اور مَرْحَمَۃ آپس میں نہ ہو"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۶۰۔۶۱۔ جدید ایڈیشن)

فرماتے ہیں:" اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔

(کشتیٔ نوح ۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

"بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں، دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ، نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ واستغفار میں مصروف رہو۔نوعِ انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دُکھ نہ دو۔راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کردے گا۔عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ، ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے"۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ۱۴۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔اور غیبت جو ایسی بیماری ہے جو بعض دفعہ غیر محسوس طریق پر اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اس سے سب کو بچائے۔بہر حال جس طرح فرمایا ہے استغفار کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہماری بخشش کے سامان پیدا فرمائے اور ہماری توبہ قبول فرمائے۔

قادیان میں آج جلسہ شروع ہے۔ ۱۱۲واں جلسہ سالانہ ہے اس کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ خیر وخوبی سے انجام کو پہنچائے۔پرسوں انشاءاللہ ختم ہوگا، ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔

واقفینِ نو اور اُردو کی تعلیم

(ڈاکٹر شمیم احمد انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ۔ لندن)

تحریک وقفِ نو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریکات میں سے ایک اہم تحریک ہے۔آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے زور سے میرے دل میں ڈالا کہ آئندہ سالوں میں جماعت کو بے شمار واقفینِ زندگی کی ضرورت ہوگی جو زندگی کے ہر شعبہ میں کام کرنے کے ماہر ہوں اور وہ شروع سے اس نہج پر پروان چڑھیں کہ بڑے ہو کر وہ اسلام کی اشاعت اور سر بلندی اور خدمت کے لئے وقف ہوں۔حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات میں بڑی تفصیل کے ساتھ رہنمائی فرمائی کہ کس طرح ان بچوں کی تعلیم وتربیت کرنی ہے اور اس کے متعلقہ امور پر تفصیلی ہدایات سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توجہ شروع ہی سے واقفین نو کی تعلیم وتربیت کی طرف مبذول ہے۔خلافتِ خامسہ کے بابرکت آغاز کے ساتھ ہی تحریک جدید کے نمائندگان کے ساتھ پہلی ملاقات میں سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک وقفِ نو کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا اور فرمایا:

"حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ اہم تحریک تھی اور ایک اہم کام تھا، اب ہم نے انشاء اللہ اس کام کو جاری رکھنا ہے اور اسے مکمل کرنا ہے"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واقفینِ نو میں بہت گہری دلچسپی لے رہے ہیں اور بڑی توجہ کے ساتھ ان کی تعلیم وتربیت کا جائزہ لے رہے ہیں۔ انگلستان میں واقفین کے ایک اجتماع میں بہت سی باتوں کو نوٹ کر کے شعبہ وقف نو مرکزیہ کو تربیتی امور کے بارے میں ہدایات فرمائیں جنہیں تمام ممالک کے امراء کی خدمت میں بھجوایا جاچکا ہے کہ وہ کس طرح اپنے ملکوں میں واقفین نو کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش ہے کہ ہر سطح پر کارکنان واقفینِ نو کی تعلیم وتربیت کا کام پوری دلچسپی، محنت اور توجہ کے ساتھ کریں۔بعض مقامات پر کماحقہٗ لگن کے ساتھ کام نہیں ہو رہا اور کارکنان میں بیداری پیدا کرنے کے لئے سیّدنا حضور انور نے خود واقفین کو پڑھانا شروع کیا ہے جن کی کلاسیں ایم ٹی اے پر دکھائی جارہی ہیں۔اس کے دو مقصد ہیں ۔ایک تو بچے خود براہ راست سیّدنا حضور پرنور کی ذاتِ بابرکات سے فیض حاصل کریں اور ان کی تعلیم وتربیت کا بندوبست ہو اور دوسرے ساری دنیا میں وقفِ نو کے کارکنان میں بیداری پیدا ہو کہ انہوں نے فوری طور پر واقفینِ نو کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ کرنی ہے۔سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود واقفین بچوں کو خود پڑھانا شروع کیا ہے اور ان کے لئے بہت وقت دے رہے ہیں۔حال ہی میں ایک ملاقات میں ارشاد فرمایا کہ "ان کلاسوں کا مقصد صرف پڑھانا ہی نہیں ہے بلکہ ایک بیداری پیدا کرنا مقصود ہے۔"

پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے تحت واقفین نو بچوں کی کلاسوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ایک چھوٹے بچوں کی کلاس جسے "بُستانِ وقفِ نو" کا نام دیا گیا ہے۔بڑی عمر کے لڑکوں کی کلاس کا نام "گلشنِ وقفِ نو" اور اطفال اور لڑکیوں کی کلاس کا نام "گلشنِ وقفِ نو" تجویز فرمایا گیا ہے۔ان کلاسوں کے انعقاد کے لئے تین ٹیموں کی تشکیل دی گئی ہے جو علیحدہ علیحدہ اپنا کام کر رہی ہیں۔اس کام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ باوجود شدید مصروفیات کے سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان تینوں ٹیموں کے کارکنان کو بڑی باقاعدگی سے ملاقات کا شرف بخشتے ہیں اور ہر موضوع پر تفصیلی ہدایات سے نوازتے ہیں کہ کس طرح کام کرنا ہے۔

بچوں کو پڑھانے کے لئے سیّدنا حضور انور بنصرہ العزیز نے اردو زبان کا انتخاب فرمایا ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ والدین، کارکنان اور بچوں میں اردو کی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو اور یہ احساس پیدا ہو کہ اس دور میں اردو زبان دینی علوم کو حاصل کرنے کے لئے بہت اہم ہے کیونکہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف علم الکلام کا بیشتر حصہ اردو زبان میں تحریر کیا گیا ہے اور اردو زبان کے علم کے بغیر ان روحانی خزائن سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔اس کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ کی کتب اور تفسیر کبیر اور خلفاء کے خطبات وخطابات اور سلسلہ کا دیگر بہت سا قیمتی لٹریچر اردو زبان میں ہی لکھا گیا ہے۔سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو سمجھنے کے لئے اور ایمان کی پختگی کے لئے ان کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے واقفینِ نو کے لئے اردو زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دیا تھا تاکہ بچے خود براہ راست اس روح پرور اور شیریں کلام کو پڑھ کر اس کا عرفان حاصل کریں اور پھر اس نور سے دوسروں کو منوّر کریں۔

پاکستان میں تو سکولوں اور کالجوں میں عموماً اردو زبان میں تعلیم دی جاتی ہے اس لئے اس ماحول میں بچوں کے لئے اردو سیکھنا کوئی مشکل امر نہیں اگرچہ ملک کے عام تعلیمی معیار میں انحطاط کی وجہ سے تحریر وتقریر اور زبان دانی کا معیار بتدریج گر رہا ہے اس لئے واقفین کو عام ملکی معیار سے بہت بہتر اور اعلیٰ اردو سیکھنی چاہئے۔پاکستان سے باہر بسنے والے بچوں کو اردو پڑھانا ایک مشکل کام ہے کیونکہ ان ممالک میں آباد بچے مختلف لسانی، تعلیمی اور معاشرتی پسِ منظر سے تعلق رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ دیگر مشکلات بھی حائل ہوتی ہیں اس لئے بیرون پاکستان کے بچوں کو اردو سکھانے کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اور یہ کام زیادہ محنت اور لگن کا متقاضی ہے۔یہاں لندن میں سیّدنا حضور انور کی ان کلاسوں کے انعقاد کے لئے جب جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ اکثر بچوں کی اردو کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں دی گئی حالانکہ والدین کو شروع سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس اہم بات کی طرف توجہ دلائی تھی اور بعد میں وکالت وقف نو اور شعبہ وقفِ نو مرکزیہ وقتاً فوقتاً سرکلرز کے ذریعہ امراء اور سیکرٹریان وقفِ نو کو اس طرف توجہ دلاتا رہا ہے۔والدین نے بچوں کو ملکی زبان سکھانے کی طرف زیادہ توجہ دی ہے مثلاً انگلستان میں بسنے والے والدین نے بچوں کو انگریزی سکھانے کی اور جرمنی میں رہنے والے والدین نے جرمن زبان سکھانے کی طرف زیادہ توجہ دی ہے اور خود بھی ان کے ساتھ ان زبانوں میں گفتگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اکثر والدین نے اس بات کو نہیں سمجھا کہ جس ملک میں وہ رہ رہے ہیں اس کی زبان تو ان کے بچے بہر حال سیکھ ہی جائیں گے۔اگر اردو کی طرف توجہ نہ دی گئی تو بچے اپنی مادری زبان بالکل بھول جائیں گے یا سیکھ ہی نہ سکیں گے۔اسی طرح متعلقہ کارکنان وعہدیداران نے بھی اس امر کی اہمیت کو کماحقہٗ نہیں سمجھا اور اس طرف توجہ نہیں دی۔بعض جگہوں پر کام ہو رہا ہے مگر اب تک کے نتائج تشویش پیدا کر رہے ہیں۔

والدین اور ہر سطح کے کارکنان کو چاہئے کہ ایم ٹی اے پر ہر اتوار کو دکھائی جانے والی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ان کلاسوں کو خود بھی دیکھیں اور بچوں کو بھی دکھائیں۔خواہ بچے ابھی چھوٹے بھی ہوں تب بھی انہیں یہ کلاسیں ضرور دکھائیں ۔واقفین اور واقفات ہر کلاس کو دیکھیں کیونکہ ہر کلاس میں بے شمار تعلیمی اور تربیتی امور سکھائے جارہے ہیں۔اسی طرح کارکنان کو چاہئے کہ وہ اپنی مقامی جماعتوں میں ان کلاسوں کو ریکارڈ کرنے کا بندوبست کریں اور ان کلاسوں کی ویڈیو لائبریری تیار کریں تاکہ جو بچے کوئی پروگرام نہ دیکھ سکیں وہ بعد میں ان ویڈیوز سے فائدہ اٹھا سکیں۔اس کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ جب دوسرے بچے بڑے ہوں گے تو وہ بھی ان پہلے سے ریکارڈ کئے گئے پروگراموں سے فیضیاب ہوسکیں گے۔

والدین کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وہ جس ملک میں بھی رہ رہے ہوں ان کے بچے اس ملک کی زبان تو ہر حال میں سیکھ جائیں گے کیونکہ وہ اس ملک کی زبان ہمہ وقت سن رہے ہوں گے اور ان کی تعلیم کا ذریعہ بھی اس زبان میں ہوگا کیونکہ اس قسم کی کئی مثالیں

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

آسمان میں کتنے سیّارے ایسے ہوں گے جن میں چلنے پھرنے والی مخلوق بستی ہے

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

صحیح علم تو صرف خدا ہی کو ہے البتہ سائنسدان اندازے ضرور لگا رہے ہیں۔ان کو سننا بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔اسلئے کہ قرآن واضح طور پر بتاتا ہے کہ خدا کی نشانیوں میں زمین و آسمان کی تخلیق اور ان دونوں کے درمیان زندہ چلنے پھرنے والی مخلوق کا وجود ہے جو اس نے وہاں پھیلا رکھے ہیں اور وہ اس بات پر بھی خوب قادر ہے کہ جب وہ چاہے انہیں اکٹھا کردے۔

(الشوریٰ ۴۲:۳۰)

اس سوال کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ کائنات میں کل ستارے کتنے ہیں اور دوسرا یہ کہ کتنے سیارے ایسے ہیں جو زندہ مخلوق کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔سوال کے پہلے حصہ پر آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی نے سٹڈی کی ہے اور دوسرے حصہ پر ملبورن کی Swinburne University اور سڈنی کی نیوساؤتھ ویلز یونیورسٹی نے مل کر تحقیق کی ہے۔

ان تحقیقات کا نچوڑ پیش کرنے سے پہلے کائنات کی وسعت کا ایک اندازہ پیش کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔کائنات جن انتہائی چھوٹے ذرات سے بنی ہے (یعنی ایٹم) ان کا نظام بھی ہمارے نظام شمسی سے مشابہ ہے۔جسطرح ہمارے سورج کے گرد مختلف دائروں میں سیارے محوگردش ہیں ایسے ہی ایٹم کے مرکز (Nucleus) کے اردگرد مختلف دائروں میں الیکٹران گھومتے ہیں۔ہمارا نظام شمسی ایک خاندان کی طرح ہے جو اپنی کہکشاں کے اندر چکر بھی لگاتا ہے اور ساتھ آگے بھی کسی سمت بڑھ رہا ہے۔ہمارے نظام شمسی کی طرح کے ایک سو ارب نظام اس کہکشاں کا حصہ ہیں۔ہر نظام میں کچھ ستارے (Stars) ہوتے ہیں جو ذاتی طور پر روشن ہوتے ہیں اور ان سے حرارت اور روشنی خارج ہوتی ہے یعنی سورج۔پھر ہر ستارے کے گرد گھومنے والے سیّارے (Planets) ہوتے ہیں جیسے ہماری زمین اور پھر ہر سیّارے کے گرد گھومنے والے اپنے اپنے ’’تابع سیّارے (Satellites) ہوتے ہیں جیسے ہمارا چاند۔جس کہکشاں (Galaxy/Milkyway) کا حصہ ہمارا نظام شمسی ہے (اور اس میں اس طرح کے سو ارب اور نظام بھی ہیں) اس کہکشاں جیسی کوئی سو ارب مزید کہکشائیں ہماری کائنات میں چکر لگاتی لگاتی اپنے مستقر کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ہماری کائنات کوئی ۱۳.۷ بلین (ارب) سال پہلے بگ بینگ (دھماکہ) کے ساتھ ایک ایسے نقطہ سے پھوٹی تھی جسکی کثافت (Density) کہتے ہیں لامحدود (Infinity) تھی لیکن حجم (طول، عرض، گہرائی) صفر تھا۔ سائنسدان نیست (Nothingness) یا عدم وجود کو اسی طرح بیان کر سکتے ہیں کہ جس نقطہ سے کائنات پھوٹی تھی (Singularity) نہ اسکی کوئی لمبائی تھی نہ چوڑائی نہ موٹائی اور نہ ہی اس پر فزکس کے قوانین لاگو ہوتے تھے۔

سیدھی بات ہے کہ اسی کو ہم نیست سے ہست کرنا یا عدم وجود سے حیّز وجود میں لانا کہتے ہیں اور یہ کام اسی خالق، قادر اور علیم ہستی کا ہوسکتا ہے جو خود مکاں اور زماں (Space and Time) اور مخلوق کی دوسری کمزوریوں سے پاک ہو اور اسکی صفات اور طاقتیں لامحدود ہوں۔

کائنات چونکہ اتنی وسیع ہے کہ عام میلوں کے پیمانہ سے اسے ماپنا ممکن نہیں اس لئے فاصلے ظاہر کرنے کے لئے نوری سال (Light Year Distance) کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے یعنی یہ وہ فاصلہ ہے جو روشنی یا بجلی ۳ لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہوئی ایک سال میں طے کرتی ہے۔ایک نوری سال ۹۴۶۷.۲۸ بلین (ارب) کلومیٹر کا ہوتا ہے۔سورج زمین سے ۱۵۰ ملین (۱۵ کروڑ) کلومیٹر دور ہے اور روشنی وہاں سے زمین تک پہنچنے میں ۹ منٹ لیتی ہے۔ہمارے نظام شمسی کا سب سے دور سیارہ پلوٹو ہے جو سورج سے ۵۹۰۰ ملین کلومیٹر دور ہے اور روشنی وہاں تک پہنچنے کے لئے پانچ گھنٹے اور ۵۴ منٹ لیتی ہے۔کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔سٹیفن ہاکنگ کا اندازہ ہے کہ ہر ہزار ملین سالوں میں کائنات پانچ تا دس فیصد تک پھیل جاتی ہے۔کائنات میں کہیں نہ کہیں ستارے جل جل کر خاک بھی ہو رہے ہیں اور کہیں نئے بھی پیدا ہو رہے ہیں (گویا ستاروں میں بھی حیات و ممات کا سلسلہ جاری ہے۔گویا ہر چیز فانی ہے ہمیشہ رہنے والا صرف خالق مطلق ہی ہے)۔

کائنات میں اس قدر مادہ بکھرا پڑا ہے کہ تمام کرّوں کے مجموعی مادہ (Matter) سے نو گنا زیادہ ہے اسکو سیاہ مادہ (Dark Matter) کہا جاتا ہے۔چونکہ یہ نظر نہیں آسکتا اس لئے اسکو سیاہ مادہ کہتے ہیں۔کسی چیز کے نظر آنے کے لئے ضروری ہے کہ روشنی اس سے ٹکرا کر دیکھنے والے تک واپس پہنچے۔لیکن یہ سیاہ مادہ اتنا زیادہ کثیف (Dense) ہے اور اسکی وجہ سے اسکی کشش ثقل (Gravity) اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ جو چیز اسکے قریب آئے اسے کھینچ کر اپنے اندر ہڑپ کر لیتی ہے۔روشنی جیسی ہلکی چیز بھی اس کو چھو کر واپس نہیں آسکتی اسی میں جذب ہو جاتی ہے اس لئے اسے کبھی دیکھا نہیں جا سکتا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں زمین و آسمان کے درمیان پائے جانے والے اس مادہ کا بھی ذکر ہے جیسے فرمایا: ﴿لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا۔یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ۔وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾۔(المائدہ: ۱۸) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اسکی بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے۔وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔(دونوں کے درمیان ۹۰ فیصد سیاہ مادہ ہے)۔

ستاروں کی تعداد کے بارہ میں تحقیق کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر سائمن ڈرائیور (Dr.Simon Driver) آف آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی کہتے ہیں کہ دنیا میں پہلی بار ہم نے ہی آسمان کے تاروں کو گننے کی کوشش کی ہے۔(شائد ان کو علم نہیں کہ اگلے وقتوں میں عاشق بھی ہجر کی طویل راتوں میں تارے ہی گنا کرتے تھے)۔جو تارے ہم کمپیوٹروں کی مدد سے گن سکے ہیں ان کی تعداد ستّر ہزار ملین ملین ملین (سات کے عدد کے دائیں طرف بائیس صفر) نکلتی ہے۔لیکن یاد رہے کہ یہ تعداد کائنات کے صرف نظر آنے والے حصہ کے ستاروں کی ہے۔وہ حصہ جو نظروں سے اوجھل ہے اس کے بارہ میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے نہ ہی ابھی تک کوئی ایسی دوربین بنی ہے جو ساری کائنات کا احاطہ کر سکے۔وہ کہتے ہیں کہ دنیا بھر کے بحر و بر میں پائی جانے والی ریت کے کل جتنے ذرّے ہیں یہ تعداد اس سے بھی دس گنا زیادہ ہے۔

ستاروں کی تعداد کا پہلا اندازہ جیسا اوپر بیان ہوا وہ دس ہزار ملین ملین ملین (۱۰۰ بلین x ۱۰۰ بلین) تھا جبکہ جدید اندازہ ستّر ہزار ملین ملین ملین یعنی سات گنا زیادہ ہے اور یہ اندازہ بھی کائنات کے صرف نظر آنے والے حصہ کا ہے۔علاوہ ازیں وہ کہتے ہیں کہ بےشمار ستارے ایسے ہیں جن کی روشنی ابھی تک ہم تک پہنچی ہی نہیں لہٰذا وہ نظر نہیں آسکتے۔بگ بینگ (یعنی کن فیکون) کا واقعہ اگرچہ ۱۳.۷ ارب سال پہلے گذرا۔ہماری زمین کوئی ساڑھے چار ارب سال پہلے اپنی ماں (سورج) کے بطن سے علیحدہ ہوئی۔ڈاکٹر ڈرائیور سے جب پوچھا گیا کہ کیا وہ یقین رکھتے ہیں کہ زمین سے باہر بھی زندگی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ستّر ہزار ملین ملین ملین ایک بہت بڑی تعداد ہے۔کہیں نہ کہیں زندگی کا پایا جانا ناگزیر (Inevitable) ہے۔

(ماخوذ سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۲۲ جولائی ۲۰۰۳ء)

سوال کے دوسرے حصہ پر تحقیق ملبورن کی SwinBurne University of Tecnology اور سڈنی کی NSW یونیورسٹی نے مل کر کی ہے۔لیکن ان کی سٹڈی صرف ہماری اپنی کہکشاں تک ہی محدود ہے جسکا حصہ ہمارا نظام شمسی اور ہماری زمین ہے۔ہمیں دلچسپی بھی زیادہ اسی میں ہے۔دوسری اربوں کہکشائیں تو ہم سے بہت ہی دور ہیں۔یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ زندگی کتنے سیّاروں میں پائی جاسکتی ہے انہوں نے پہلے یہ طے کیا کہ زندگی کے قیام کے لئے کن حالات اور چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے اور پھر ایسے سیاروں کا اندازہ لگایا جائے جن میں مناسب حالات پائے جاتے ہیں۔مثلاً وہ کہتے ہیں کہ کہکشاں بھی ایک شہر کی طرح ہوتی ہے۔شہر کے جس علاقہ میں گھر قریب قریب ہوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہاں آبادی زیادہ ہوگی۔اسی طریق پر ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ جس علاقہ میں ستاروں کے جھرمٹ ہوں گے وہاں زندگی کے قابل سیاروں کے پائے جانے کا زیادہ امکان ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جب تک بعض عناصر (Elements) سیاروں میں نہ پائے جائیں زندگی نہیں ہوگی مثلاً کاربن، آکسیجن، نائٹروجن اور بھاری دھاتیں (Metals) وغیرہ۔لیکن یہ دھاتیں بھی ایک خاص حد کے اندر ہونی چاہئیں۔نہ بہت زیادہ ہونی چاہئیں نہ بہت کم۔تیسری بات یہ کہ زندگی کے قیام کے مناسب حال سیّارے نہ تو کہکشاں کے مرکز سے بہت دور ہونے چاہئیں نہ بہت نزدیک۔چوتھی بات یہ کہ وہی سیارے زندگی کی پیدائش کے لئے مناسب ہیں جو اپنی عمر کے اعتبار سے بچے ہوں نہ بوڑھے۔دونوں صورتوں میں حالات زندگی کے لئے مناسب نہیں رہیں گے۔ایسے سیاروں کی عمر تین تا پانچ ارب سال ہونی چاہئے۔(جیسے ہماری زمین کی عمر ساڑھے چار ارب سال ہے)۔NSW یونیورسٹی کے پروفیسر Dr.Lineweaver نے بتایا کہ اس موضوع پر سب سے پہلی سٹڈی ہم نے کی ہے اس سے پہلے کسی نے حیات کے قابل سیاروں کی تعداد کا اندازہ نہیں لگایا تھا۔ہمارا اندازہ ہے کہ ہماری کہکشاں میں کوئی دس فیصد سیارے ایسے ہیں جن میں زندگی وجود میں آکر قائم رہ سکتی ہے۔ایسے سیاروں کی تعداد صرف ہماری کہکشاں میں ۳۰ بلین (ارب) تک پہنچتی ہے۔لہٰذا بہت سے سیارے ایسے ہوں گے جن میں زندگی کسی نہ کسی شکل میں ضرور پائی جاتی ہوگی۔

(سڈنی ہیرلڈ ۳/۴ جنوری ۲۰۰۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی مخزن علوم کتاب ’’Revelation, Rationality, Knowledge and Truth" کے صفحہ ۳۲۹، ۳۳۴ پر قرآن کریم کی رو سے زمین و آسمان کے درمیان چلنے پھرنے والی مخلوق کے وجود اور ان کے باہم اجتماع کا ذکر فرمایا ہے۔نیز تخلیق کائنات، کائنات کا ایک نقطہ سے سفر کا آغاز، حیات و ممات کا سلسلہ، کائنات کا وسعت پذیر ہونا، سورج کا (اپنے نظام اور کہکشاں سمیت) اپنے مستقر کی طرف سفر کرتے کرتے ایکبار پھر ایک نقطہ پر مرکوز ہو جانا، کائنات کی صف کا لپیٹا جانا اور تخلیق کے عمل کا دہرایا جانا جیسے علوم کو قرآن کریم سے نکال کر پیش فرمایا ہے۔یہ مضمون بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے اور مذکورہ کتاب کے کوئی تین سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

زمین کے باسیوں کا آسمانی کروں میں رہنے والوں کے ساتھ کسی نہ کسی شکل میں رابطہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ بس اتنے ہی دور ہوں کہ چند دنوں، مہینوں یا سالوں میں پیغام ان تک پہنچ کر واپس بھی آسکے۔ہمارے نظام شمسی سے باہر ہماری کہکشاں (Galaxy) میں جو قریب ترین نظام شمسی ہے جسکے سورج کو Proxima Centauri کہتے ہیں وہ چار نوری سال دور ہے۔دوسرے نظام ہائے شمسی اس سے زیادہ دور ہوں گے۔ہماری کہکشاں کوئی ایک لاکھ نوری سال لمبی چوڑی ہے A Brief History Of Time By Stephen Hawking (P39)۔

اس لئے ہماری کہکشاں کی قریب ترین کہکشاں ظاہر ہے ایک لاکھ نوری سال سے زیادہ فاصلہ پر ہوگی اور ان میں اگر کوئی زندہ مخلوق ہو اور انہیں بجلی کی رفتار

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی انقلابی تاثیرات از صفحہ نمبر ۴

کوئی رسول اللہ ﷺ کا عاشق نہیں ہو ا ہوگا۔ اس کے بعد پھر میں نے حضور اقدسؑ کے مطائبات ومنظومات پڑھنے شروع کر دیئے تو ایک صفحہ پرحضور انور کے یہ اشعار میرے سامنے آئے ۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیح دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نام من بنہادہ اند

ان ارشاداتِ عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدس کے دعوٰی عیسویت اور مہدیت کی حقیقت معلوم ہوگئی اور میں نے 1897ء میں غالبًا ماہ ستمبر یا اکتوبر میں بیعت کا خط لکھ دیا مطالعہ سے یوں معلوم ہواہ جیسے میں ایک تاریک دنیاسے نکل کر روشنی کے عالم میں آ گیا ہوں۔

(حیاتِ قدسی جلد اول صفحہ 19-16۔ مطبوعہ رفیق مشین پریس حیدر آباد دکن

20 جنوری 1951ء

(۵)......ست بچن :

آریہ سماج کے سرگروہ پنڈت دیا نند نے بابا نانکؒ صاحب پر بے جا الزامات لگائے تھے ان کے رد میں حضور علیہ السلام نے یہ کتاب تصنیف فرمائی اور اس میں ثابت کیا کہ بابا صاحب سچّے اور مخلص مسلمان تھے انہوں نے ویدوں سے اپنی برأت کا اظہار کیا ہے اور تعلیماتِ اسلامی پر کار بند رہے ہیں ۔ ساتھ ہی حضورؑ نے اپنے سفر ڈیرہ بابا نانک کا بڑی تفصیل سے تذکرہ بھی کیا ہے۔ یہ کتاب نومبر 1895ء میں شائع ہوئی ۔

حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ سابق جگت سنگھ (بیعت ۱۸۹۴ء۔وفات ۹/جولائی ۱۹۵۷ء) فرماتے ہیں :

”میری بیعت کی وجہ یہ تھی کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر میں محبت الٰہی کی بو آتی تھی اور میں نے دیکھا تھا کہ آپ کا کلام انشاء پردازوں کے تصنّع یا دنیاوی علماء کی بناوٹ سے پاک تھا۔ چنانچہ میں نے صرف ست بچن پڑھ کر یقین کر لیا کہ اس کتاب کا لکھنے والا ایک دنیا دار اور رَیا کار انسان نہیں ہوسکتا بلکہ یہ طرزِ کلام کسی راستباز کا ہے۔

(سیرت احمد صفحہ 159-158۔از حضرت قدرت اللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ۔ مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ 1962ء)

(٦)...... انجامِ آتھم :

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کی وفات پر تالیف فرمائی جو 27 جولائی 1896ء کو بمقام فیروز پور واقع ہوئی۔ اس کتاب میں آپ نے آتھم سے متعلقہ پیشگوئی پر روشنی ڈالی اور عیسائیوں، مسلمان علماء، صوفیاء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لیے دعوت دی ہے اورعربی زبان میں ایک مکتوب میں آپ نے تائیداتِ الٰہیہ اور نشاناتِ خداوندی کا ذکر فرمایا ہے ۔اسی طرح آنحضرت ﷺ کی ایک پیشگوئی کے مطابق اپنے 313 اصحاب کی فہرست بھی درج فرمائی ہے ۔

حضرت ڈاکٹر عبدالغنی صاحبؓ کڑک فرماتے ہیں :

”................ سب سے پہلے جس شخص نے مجھے تبلیغِ احمدیت کی اس کا نام محمد امین تھا۔ یہ صاحب دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے اور وٹرنری کالج میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ 1906ء کی بات ہے۔ یہ صاحب اکثر یہ فقرہ کہا کرتے تھے ”آؤ بھائی جی باہر بیٹھیں“ یعنی میں ڈسپنسری کے اندر ہوا کرتا تھا اور یہ مجھے باہر بلا لیا کرتے تھے اور تبلیغِ احمدیت شروع کر دیتے تھے ۔ مجھے ان کی باتوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور دل میں کڑھا کرتا تھا کہ یہ شخص سریش کی طرح چمٹ گیا ہے ۔چنانچہ اس کی شکایت میں نے اپنے ایک دوست ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سے کی اوران سے کہا ہ یہ شخص خواہ مخواہ آ کر میرا دماغ چاٹتا رہتا ہے اور تنگ کرتا رہتا ہے ۔ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پھر اسے کہہ دو کہ نہ آیا کرے جرأت سے کام لو ۔چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی موجودگی میں ایک دفعہ محمد امین صاحب آ گئے تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے محمد امین صاحب کے سامنے کہا کہ بھا ئی اب اسے جواب دو نا۔میں نے کہا نہیں نہیں جانے دیجئے۔ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ آگے پیچھے تو اس کی شکایت کرتے ہو اور اس کی موجودگی میں کہتے ہو کہ نہیں جانے دیجئے۔چنانچہ میں نے تو محمد امین صاحب کو کچھ نہ کہا لیکن ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے انہیں کہا کہ جاؤ بھائی متعدی مرض یہاں مت پھیلاؤ۔بعدازاں انہوں نے علیحدگی میں مجھ سے کہا کہ بھائی صاحب اگر آپ نہیں چاہتے تو میں نہ آیا کروں میں نے پھر بھی یہی جواب دیا کہ نہیں صاحب کچھ بات نہیں ہے اس کے بعد محمد امین صاحب نے مجھے کتابیں دینی شروع کر دیں اور کہا کہ انہیں پڑھا کریں اور پڑھنے کے بعد واپس کر دیا کریں۔ میں کتاب لیتا تھا اور زینتِ دراز کر دیا کرتا تھا اور جب محمد امین چند دن کے بعد آ کر دریافت کرتا تو میں کہہ دیا کرتا تھا کہ پڑھ لی، لے جائیں اور کتاب واپس کر دیا کرتا۔انہی دنوں محمد امین صاحب میرے پاس کتاب انجامِ آتھم لائے اس کا سرورق جہاں تک میرا خیال ہے سرخ رنگ کا تھا میں نے اس کو بھی لے کر حسبِ معمول دراز میں رکھ دیا ۔ایک دن فہرست کے وقت میں نے دل میں کہا کہ دیکھوں تو یہ ہے کیا اور اس کا ٹائٹل پیج الٹا اور اس میں مجھے یہ پڑھنے کا موقع ملا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علماء کے نام لکھ کر انہیں چیلنج کیا ہے اور انہیں بڑے زور اور تحدّی کے ساتھ توجہ دلائی ہے کہ پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کردیں ۔اس عبارت میں کچھ اس قسم کا زور اوراثر تھا کہ میں نے اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھا اورمجھ پر رقت بھی اس کتاب کے مطالعہ کے دوران میں طاری تھی ۔اس کتاب کے پڑھتے جب محمد امین صاحب میرے پاس آئے کہ نجامِ آتھم سے قبل جس قدر کتابیں دی ہیں میں نے ان میں سے ایک بھی نہیں پڑھی اور یہ پہلی کتاب ہے جسے میں نے مطالعہ کیا ہے براہ مہربانی مجھے پھر کتابیں دیں تا میں انہیں پڑھوں ۔قصہ کوتاہ میں نے اب کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اور نماز بھی پڑھنی شروع کر دی جس کی مجھے اس سے قبل عادت نہ تھی چنانچہ میں نے بیعت کا خط لکھ دیا“۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 12 صفحہ 215-211)

(ے)......سرّ الخلافہ:۔

فصیح و بلیغ عربی زبان میں یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جولائی ۱۸۹۴ء میں شائع فرمائی ۔اس کتاب میں آپ نے مسئلہ خلافت پر جو اہلِ سنّت اور شیعوں میں صدیوں سے زیرِ بحث چلا آتا ہے سیر کُن بحث کی ہے ۔نیز آپ نے اس کتاب میں عقیدۂ ظہور مہدی کا ذکر کرکے اپنے دعوٰی مہدیت پر شرح و بسط سے بحث کی ہے۔

جماعت احمدیہ کے جیّد عالم ،اہل تشیّع سے احمدیت قبول کرنے والے ، مشہور کتاب ”ارجع المطالب“ کے مؤلف حضرت حکیم مولوی عبیداللہ صاحب بسملؓ (وفات 29 ستمبر 1938ء)،فرماتے ہیں۔

”......میں ارجح المطالب چھپوانے کے لئے لاہور میں ابراہیم ڈوری باف کے مکان پر ایک روز ٹھہرا ہوا تھا کوئی ساڑھے آٹھ بجے صبح کا وقت ہو گا کہ میں ایک چار پائی پر لیٹا ہوا تھا کسی نے کہا سامنے ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور وہ مرزائی ہے وہ بھی ڈوری بُن رہا ہے اور ابراہیم ڈوری باف کا اُجرتی ملازم تھا اس کا نام احمد دین ڈوری باف تھا ۔میں نے اس کو بلایا اوراس کے متعلق کچھ باتیں کرنے لگا اتنے میں صوفی نبی بخش صاحب اس شخص کو دیکھ کر تشریف لے آئے ....میں نے صوفی صاحب سے چند سوالات کیے جن کے انھوں نے جواب دیئے بالآخر میں نے کہا ایک مدت ہوئی ہے کہ حضرت صاحب کی تصنیف براہینِ احمدیہ جس وقت چھپ رہی تھی تو میں نے اس کو دیکھا تھا وہ کتاب تو لاجواب تھی لیکن بعد میں کوئی تصنیف مرزا صاحب نہیں دیکھی سنا ہے کہ آپ نے بہت بڑا دعوٰی کیا ہے خصوصاً مہدی ہونے کا۔کیونکہ مسیح ناصری کی وفات کا میں پیشتر ازیں قائل ہو چکا تھا اس واسطے مسیح موعود ہونے کی نسبت تو میں نے کچھ نہ کہا مہدی ہونے کی نسبت ان سے پوچھا ۔ انھوں نے کسوف و خسوف والی حدیث کو پیش کیا ۔ میں نے کہا ابن خلدون نے تو مہدی کی حدیثوں کو مجروح ٹھہرایا ہے اور امام بخاری نے تو کوئی باب نہیں باندھا اس واسطے آپ مجروح حدیث کو کیوں پیش کرتے ہیں۔ صوفی صاحب نے کہا سُبحان اللہ جب زمین وآسمان نے شہادت دے دی حدیث نے اپنی تصدیق ہرآپ مہرکر دی تو پھر بھی وہ مجروح رہی اس جواب کی معقولیت نے میرے دل پر ایک گہرا اثر کیا ۔میں نے ان سے کہا آپ نے یہ بات کہاں سے حاصل کی آیا آی نے کوئی حدیث کی کتاب یا علمِ کلام کی کتاب مطالعہ کی ہے ۔صوفی صاحب نے کہا میں نے کسی کتاب کو نہیں دیکھا ۔اس دوسرے جواب نے میرے دل پر اور بھی چرکہ لگایا ان کی شکل و شباہت غور سے دیکھ کر خیال آیا کہ ایک امّی شخص ایسے برجستہ جواب نہیں دے سکتا کوئی اس میں گہرا راز ہے یہ تو صحابہ کا نمونہ معلوم ہوتا ہے ۔میں نے کہا اچھا حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی کتاب آپ کے پاس ہے وہ شخص جو ڈوری بن رہا تھا اس نے کہا ایک کتاب ایک طالب علم رکھ گئے ہیں لیکن وہ عربی کی ہے اگر دیکھنا چاہتے ہیں تو اس وقت میرے پاس موجود ہے میں نے کہا ہاں لے آؤ ۔وہ کتاب لے کر آیا وہ سرّ الخلافہ تھی ۔میں لے کر جس مکان پر ٹھہرا ہوا تھا رات کو دیکھنے لگا ۔میں چت لیٹا ہوا کتاب کو پڑھ رہا تھا عبارت کی روانی، مضامین کی آمد اور بے ساختگی کو دیکھ کر بے اختیار سبحان اللہ سبحان اللہ زبان سے نکل جاتا تھا ....میرے دل میں خیال اٹھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کروں ....“۔

(اخبار الحکم 28 مارچ 1939ء صفحہ 11 کالم 2,3)

ایک اور روایت میں آپ فرماتے ہیں:

”بعض اساتذہ کی تلقین سے میرا عقیدہ رفض اور اعتزال کی طرف مائل ہوگیا تھا اور ارجح المطالب“ کے چھاپنے پر مجھ کو ناز تھا کہ یکایک مجھ کو حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف کتاب ”سرّ الخلافہ“ عاریۃً ہاتھ آئی اس کتاب کے مطالعہ نے ایک ہی دن میں میرے عقیدے میں انقلابِ عظیم پیدا کر دیا ....“۔(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 98 ۔ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ)

(۸)......خطبہ الہامیہ:۔

11 اپریل 1900ء کو عید الاضحیٰ کے دن عید کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ الہامیہ کے نام سے مشہور ہے جس میں قربانی کی حکمت اور اس کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس خطبہ کے ساتھ بعد میں آپؑ نے چار ابواب اور رقم فرمائے جس میں اپنے دعویٰ پر روشنی ڈالی ہے اور قرآنِ مجید و احادیث سے اپنے دعویٰ کی صداقت اور تائید میں دلائل دیئے ہیں۔

حضرت سید عزیز الرحمٰن بریلوی رضی اللہ عنہ حضرت صوفی تصوّر حسین صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ (وفات 1927ء) کی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"حضرت صوفی تصور حسین صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں نازیبا الفاظ کہتے ایک دفعہ وہ چاول خرید کر گھر لے جا رہے تھے راستہ میں ستانے کے لیے میری دکان پر ٹھہرے۔ میز پر خطبہ الہامیہ رکھا ہوا تھا اٹھا کر پڑھنے لگے۔ قریباً چار گھنٹے تک پڑھتے رہے آخر میں ان کے منہ سے "اللہ اکبر" نکلا، میں نے دل میں کہا کہ یہ تو احمدیت کا شکار ہوگئے پھر خدا کے فضل سے وہ احمدی ہوئے۔ ان پر بھی مخالفت کے پہاڑ امنڈے آخر حضرت صاحب کے حکم سے دارالامان ہجرت کر کے چلے آئے۔"

(اخبار الحکم 28-21 جولائی 1936ء صفحہ 7 کالم 3)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی برقی تاثیرات کی یہ ایک جھلک تھی ورنہ قبولِ احمدیت کی ایسی سینکڑوں مثالیں تاریخ احمدیت میں محفوظ ہیں۔ اس کے ثبوت کے لیے اور کچھ نہیں خود وہ تحریرات کافی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اب آئندہ دنیا کی ہدایت کے لیے محفوظ کروا دی ہیں۔ اے امتِ محمدیہ کے وہ لوگو جو اپنے آپ کو بے سہارا پاتے ہو آؤ کہ آج خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کے مسیح اور مسیح محمدیؐ کی جماعت میں شامل ہو کر دینِ اسلام کی عظمت اور شان و شوکت کے نظارے دیکھو کہ یہی حقیقی زندگی کے نظارے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تمام اہلِ اسلام کو دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"......... سو اے حق کے طالبو سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لیے آسمانی مدد کی ضرورت تھی۔ کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گزشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی کیا کیا صدمات اسلام پر پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابلِ برداشت زخم ہمیں اُٹھانے پڑے۔ کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کِن کِن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے کیا اس وقت تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ کس قدر لوگ اسلام سے نکل گئے، کس قدر عیسائیوں میں جا ملے، کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہو گئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس قدر اسلام کے ردّ کے لئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں سو تم اب سوچ کر کہو کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا اگر ضرور تھا تو تم دانستہ الٰہی نعمت کو ردّ مت کرو اور اُس شخص سے منحرف مت ہو جاؤ جس کا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسبِ حال ضروری تھا اور جس کی ابتدا سے نبی کریمؐ نے خبر دی تھی اور اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اس کی نسبت لکھا تھا ......"

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 251-253)

❁❁❁❁❁

بقیہ: واقفینِ نو اور اُردو کی تعلیم
از صفحہ نمبر ۹

ہیں کہ احمدی بچوں نے انگریزی یا دوسری زبانوں میں اپنے اپنے سکولوں میں اوّل پوزیشن حاصل کی جبکہ یہ زبانیں ان کی مادری زبانیں نہیں تھیں اور اس ملک کے اصلی باشندوں کو زبان کے معاملہ میں پیچھے چھوڑ گئے۔ والدین کو چاہئے کہ گھر میں بچوں کو شروع سے ہی اردو بولنے اور پڑھنے کی مشق کروائیں کیونکہ شروع میں یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر میں بچوں کو اردو پڑھائیں۔ اگر والدین نے بچوں کو اردو بولنے کی طرف توجہ نہ دلائی تو اس بات کا بہت امکان ہے کہ بچہ اردو نہیں سیکھ سکے گا۔ اس لئے بچہ اگر ملکی زبان مثلاً انگریزی یا جرمن بولنے کی کوشش کرے تو گھر میں اسے اردو زبان میں جواب دیں اور پیار سے اردو بولنے کی طرف توجہ دلائیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شروع میں بچے اردو بولنا سیکھ جاتے ہیں مگر بعد میں والدین کی بے توجہگی کی وجہ سے سب کچھ سیکھا ہوا بھول جاتے ہیں۔ شروع میں اگر بچہ اردو زبان کی طرف مائل نہ ہو تو اسے پیار سے نرمی کے ساتھ اردو کی طرف راغب کریں اور آسان فہم انداز میں بتائیں کہ اردو ہم احمدیوں اور خصوصاً واقفین کے لئے کیوں ضروری ہے۔

جب بچہ پڑھنا شروع کر دے تو اسے خواہ تھوڑا پڑھائیں مگر بلا ناغہ پڑھائیں تو بہتر ہے۔ شروع میں اگر اردو سمجھنے میں مشکل پیش آ رہی ہو تو ڈانٹنا یا جھڑکنا مناسب نہیں، پیار اور نرمی بہتر نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر کسی لفظ کا مطلب ملکی زبان میں سمجھانا پڑے جو اس وقت بچہ بول رہا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایک لحاظ سے بہتر ہے کہ اردو کے ساتھ ساتھ ملکی زبان کے الفاظ بھی سیکھتا چلا جائے اور اس کے ساتھ اردو زبان کے معانی اچھی طرح سیکھ جائے۔ والدین کی خدمت میں یہ بھی گزارش ہے کہ اس بات کا انتظار نہ کریں کہ سیکرٹری وقف نو انہیں اس طرف توجہ دلائے کہ بچے کو اردو پڑھانا شروع کریں بلکہ خود خیال رکھیں کہ جب بچہ اس عمر تک پہنچ جائے کہ اردو پڑھ سکتا ہو تو اسے پڑھانا شروع کر دیں۔ اس کا آغاز واقفین کے قاعدہ سے کیا جا سکتا ہے۔

جب بچہ اچھی طرح اردو پڑھ سکتا ہو تو اسے رسالہ "تشحیذ الاذہان" کا خریدار بنوا کر پڑھنے کے لئے دیا جائے۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور لجنہ اماء اللہ کراچی نے بچوں کے لئے کئی ایک مفید کتب شائع کی ہیں وہ بھی حاصل کر کے پڑھانی چاہئیں۔ اسی طرح مناسب عمر کے ساتھ ساتھ رسالہ خالد، اخبار الفضل، درّ ثمین، کلام محمود، کلام طاہر اور درّ عدن کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی جائے۔ پھر عمر کی مناسبت سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور کتب کی طرف توجہ مبذول کروائی جائے۔

وہ ممالک جہاں بچوں کی مادری زبان اردو نہیں وہاں نیشنل سیکرٹری وقف نو اور مقامی سیکرٹری وقف نو کوشش کریں کہ انہیں کوئی استاد میسر آ سکے جو بچوں کو اور والدین کو اردو پڑھا سکے۔ اس کے لئے، مقامی مربیان، واقفین زندگی، اساتذہ، ڈاکٹر صاحبان یا اور اردو جاننے والے پاکستانی احمدی دوستوں سے مدد لی جائے۔ اس مقصد کے لئے نیشنل امیر صاحب، مقامی صدر اور مشنری صاحبان سے رابطہ کر کے ہر ممکن کوشش کی جائے کہ اردو جاننے والے ٹیوٹر مقرر کئے جا سکیں۔

وہ والدین جن کی مادری زبان اردو نہیں، ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وقف نو کے ننھے مجاہدین کو اردو سکھانے کے لئے ساتھ ساتھ خود بھی اردو سیکھیں تا کہ وہ خود بچے کی رہنمائی کر سکیں۔ اگر ان کی جماعت میں کوئی احمدی دوست اردو جاننے والے ہوں تو ان سے ہر ممکن مدد لیں۔ جب اردو کے فقرات سیکھ لئے جائیں تو ان فقرات کو بچوں کے ساتھ روزمرّہ کی گفتگو میں استعمال کریں اور جہاں بھی موقعہ ملے اردو جاننے والے احباب کے ساتھ اردو میں بات کرنے کریں خواہ چند فقرات ہی استعمال کئے جا سکیں۔

نیشنل سیکرٹریان وقف نو کو چاہئے کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں کہ ان کی مقامی جماعتوں میں سیکرٹریان وقف نو اردو کی کلاسوں کے انعقاد کی طرف توجہ دیں۔ حسب ضرورت واقفین اور واقفات کی علیحدہ کلاسوں کا انعقاد کیا جائے اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے طریق پر بچوں کو پڑھائیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کی جماعت کے بچے اردو سیکھ رہے ہوں اور سولہ سال کی عمر تک ان کی اردو کی استعداد پاکستان میں میٹرک کے بچوں کے برابر ہو۔ اس ضمن میں جماعت کے سیکرٹری تعلیم اور ذیلی تنظیموں مثلاً خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ سے تعاون حاصل کیا جائے خصوصاً لجنہ اماء اللہ سے تعاون اہم ہے کیونکہ جب بچیاں بڑی ہو جائیں گی تو ان کا لڑکوں کے ساتھ پڑھنا مناسب نہیں ہوگا۔

واقفین نو بہت قیمتی بچے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کرنے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ انہی بچوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے کام کرنا ہے اس لئے ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری والدین اور نظام جماعت پر یکساں طور پر عائد ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور نباہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

❁❁❁❁❁

بقیہ: آسمان میں کتنے سیّارے ایسے ہوں گے جن میں چلنے پھرنے والی مخلوق بستی ہے از صفحہ نمبر ۱۰

سے کوئی پیغام بھیجا جائے تو اسکے آنے جانے میں کم از کم دو لاکھ سال گذر جائیں گے اور بعض کہکشائیں تو اتنی دور ہیں کہ وہاں پیغام کے آنے جانے میں اربوں سال تک لگ جائیں گے اور اتنی عمر تو خود تو ہماری زمین کی بھی نہیں ہوگی اور اگر ہوگی بھی تو پتہ نہیں کس قسم کی مخلوق اسپر اسوقت بستی ہوگی۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم اس چیز پر بھی قادر ہیں کہ ہم انسانوں کی جگہ کوئی ان سے بہتر مخلوق لے آئیں۔ (المعارج ۴۲:۷۰)

جب پیغام بھیجنے اور وصول کرنے والے ہی نہ رہے تو رابطہ تو قائم نہ ہو سکا۔ اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی کروں کی زندگی ہماری اپنے کہکشاں میں ہی کہیں قریب قریب مل جائے۔ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ خبر امریکہ سے آئی ہے انہوں نے وہاں کسی لیبارٹری میں ایسے کامیاب تجربے کئے ہیں جن سے روشنی کی رفتار کئی گنا بڑھائی جا سکتی ہے۔ (مادہ کی رفتار روشنی سے زیادہ نہیں بڑھ سکتی لیکن الیکٹرانک سگنلز کی بڑھائی جا سکتی ہے)۔ ان کا اندازہ ہے کہ روشنی کی رفتار ۳۰۰ گنا تک بڑھائی جا سکتی ہے یعنی اگر کوئی زندگی رکھنے والا سیارہ ۳۰۰ نوری سالوں کے فاصلہ پر بھی واقع ہو تو پیغام وہاں پہنچنے میں صرف ایک سال لے گا اور اتنا ہی عرصہ واپسی پر لگے گا۔ اس لئے یقین ہے کہ خدا کی زمینی اور آسمانی مخلوق کے رابطہ کی کوئی صورت جب خدا چاہے گا تو ضرور نکل آئے گی۔ کائنات کی وسعت، توازن، ترتیب، حکمت اور ڈیزائن دیکھ کر مومن کی روح وجد میں آتی اور پکار اٹھتی ہے۔ ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾۔

❁❁❁❁❁

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

جماعت احمدیہ بینن (مغربی افریقہ) کے تحت
'کوتونو' شہر میں
تبلیغی سٹال کا شاندار انعقاد

خالد محمود شاھد ۔ قائم مقام مشنری انچارج بینن)

بینن کے شہر ''کوتونو'' میں ہر سال حکومت کی طرف سے ایک انٹرنیشنل نمائش کا انعقاد کیا جاتا ہے اور لوگ ہر سال دور دور سے اس نمائش سے استفادہ

کوتونو شہر میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی سٹال کا ایک منظر

کے لئے بکثرت آتے ہیں اور گزشتہ سال سے اس نمائش میں ایک سٹال جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی لگایا جاتا ہے جو اسلام کی واحد نمائندگی کا موجب بنتا ہے۔

تبلیغی سٹال پر آنے والے بعض زائرین

الحمدللہ، امسال بھی انٹرنیشنل نمائش کے موقع پر جماعت کی طرف سے ایک سٹال لگایا گیا۔ مقامی احمدیوں نیز غیراز جماعت احباب کی طرف سے اصرار پر ہومیو پیتھی کا سٹال بھی لگایا گیا۔ اس کے لئے غانا سے مکرم ڈاکٹر ظفراللہ صاحب کو حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت سے یہاں آنے کے سعادت ملی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا سٹال جو دنیاوی اغراض ومقاصد کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے تھا، صبح سے شام تک لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ ایک اندازہ کے مطابق روزانہ تقریباً دو سے تین صد افراد ہمارے سٹال پر تشریف لاتے رہے۔

عیسائی دوستوں کی طرف سے جماعت کے بارہ میں مختلف سوالات کئے جاتے جن کا تسلی بخش جواب دینے کے لئے ہر وقت مبلغین کرام موجود رہے۔

مسلمان احباب کی طرف سے ہمارا اسلامی لٹریچر خصوصاً قرآن کریم کے تراجم دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ وفات مسیح اور نزول مسیح موعود کے بارہ میں تفصیل سے بتایا جاتا۔ ایم ٹی اے کے پروگراموں سے بھی لوگوں نے استفادہ کیا۔

اس سٹال سے قریباً پانچ لاکھ فرانک کی کتب فروخت ہوئیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

نماز جنازہ حاضر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۴ر فروری ۲۰۰۴ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم محمد انور زاہد صاحب آف ربوہ حال لندن** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ مورخہ ۳۰ر جنوری کو بعمر ۶۵ سال لندن میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ ۲۵ر جنوری کو دل کے آپریشن کے لئے ہسپتال میں داخل ہوئے لیکن آپریشن سے جانبر نہ ہوسکے۔ آپ نمازوں کی ادائیگی باقاعدگی سے مسجد میں کیا کرتے تھے۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(۱)......مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب۔ آپ ۱۵ر جنوری ۲۰۰۴ء بروز جمعرات بعمر ۷۷ سال وفات پاگئے اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر رہے۔ آپ نے انڈونیشیا میں بطور مبلغ کے بھی خدمات کی توفیق پائی اور جامعہ احمدیہ میں استاد رہے۔ ان کے بیٹے مکرم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب اس وقت سیکرٹری مجلس کارپرداز کے طور پر خدمات بجا لا رہے ہیں۔ پسماندگان میں بیگم کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ موصی تھے، بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

(۲)......مکرم سمیع اللہ قمر صاحب (مبلغ سلسلہ) امیر و مبلغ انچارج زمبابوے نے مورخہ ۲۸ر دسمبر ۲۰۰۳ء کو ہرارے، زمبابوے میں وفات پائی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ مکرم عطاء اللہ صاحب سابق اسسٹنٹ مینجر سندھ جیننگ و پراسیسنگ فیکٹری کنری سندھ کے بیٹے تھے۔ ۱۹۶۹ء میں زندگی وقف کی اور ۱۹۷۷ء میں خدمت سلسلہ کا آغاز کیا۔ تقریباً ساڑھے دس سال تک پاکستان کی مختلف جماعتوں میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پانے کے بعد جنوری ۱۹۸۳ء میں زیمبیا تشریف لے گئے۔ اپریل ۱۹۹۰ء میں آپ کا تبادلہ زمبابوے ہوا جہاں آپنے بطور امیر و مبلغ انچارج ۱۳ سال تک نہایت محنت، اخلاص اور جانفشانی سے خدمت کی سعادت پائی۔ پسماندگان میں بوڑھے والدین، اہلیہ مکرم زاہدہ مسرت صاحبہ اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم موصی تھے، بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

(۳)......مکرم غلام فاطمہ صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام محمد خان بلوچ صاحب مرحوم)

آپ ایک سو سال کی عمر پاکر مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۲۰۰۳ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملیں اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ مکرم دین محمد صاحب شاہد ریٹائرڈ مربی سلسلہ کی والدہ تھیں۔

(۴)......مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مسعود خورشید سنوری صاحب)۔

مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ مورخہ ۸ر نومبر ۲۰۰۳ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ موصیہ تھیں اور ۱۷ر نومبر ۲۰۰۳ء کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

❁❁❁❁

watch MTA live

audio and video broadcast

❁❁❁

Weekly sermons in Urdu / English

❁❁❁

Questions & Answers and much much more

❁❁❁

Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa

❁❁❁

Visit our official website
www.alislam.org

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتاہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۵؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرمہ مبشرۃالرحمٰن صاحبہ اپنے چچا محترم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ راجن پور کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ ۱۹۴۲ء میں مکرم میاں عنایت محمد صاحب کے ہاں ضلع بہاولنگر کے چک نمبر ۹ بخشن خان میں پیدا ہوئے۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے .B.A کرکے کراچی سے لاء کی ڈگری حاصل کی اور .M.A اسلامیات بھی اسی دوران کرلیا۔ پھر اپنے والدین کے ہمراہ راجن پور منتقل ہوگئے۔ ۲۳؍اپریل ۱۹۶۱ء کو حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت پائی۔

آپ اخلاق حسنہ کے پیکر تھے۔ بہت نڈر، مخیرّ، ملنسار اور ہردلعزیز شخصیت تھے۔ کئی یتیم بچے آپکی کفالت میں تھے۔ جماعت سے بھی بہت محبت تھی۔ اپنے چیمبر میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تصاویر آویزاں کر رکھی تھیں اور لٹریچر بھی موجود رہتا۔ وہاں آنے والے مؤکلوں اور دوسرے افراد کو دعوت الی اللہ کرتے رہتے۔ ایک بار بتایا کہ راجن پور کا کوئی ایسا معروف شخص نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ اُسے میاں اقبال نے احمدیت کا پیغام نہیں پہنچایا۔

تقریباً بیس سال امیر ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ احمدی گھرانوں کا خاموشی سے جائزہ لیتے اور حسب ضرورت مدد کرتے۔ مرکز سلسلہ سے آنے والوں کی بہت عزت اور خاطر کرتے۔ حتی کہ ضرورت ہو تو رات کو اُن کا پہرہ بھی خود دیا کرتے۔ خدا تعالیٰ پر بے حد توکّل تھا اور خدا تعالیٰ بھی آپکو اپنے پیار کے نشان دکھاتا رہتا تھا۔ جس محفل میں موجود ہوتے وہ کشت زعفران بن جاتی لیکن جب نمازیں پڑھتے تو بہت گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرتے۔ بہت بے تکلّف تھے۔ ہر ماحول میں ڈھل جاتے۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔

……❀……❀……❀……

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۸؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرمہ امۃالقدوس صاحبہ اپنے مضمون میں محترم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع راجن پور کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ میرا آپ سے کوئی رشتہ نہ تھا لیکن آپ میرے والد کی طرح تھے۔ میرے والد تھرپارکر میں ہوتے اور بہت دیر بعد گھر آنا ہوتا۔ ایسے میں آپ سے مَیں نے باپ کا پیار اور تحفظ کا احساس پایا۔ حفاظت کی غرض سے روز رات کو دو تین بار ہمارے گھر کے باہر سے چکر لگا کر جاتے۔ ہمیشہ متبسم رہتے۔ سادہ مگر پُروقار شخصیت تھی۔ تقریر کرتے تو سب محو ہوجاتے۔ جماعت کے ہر فرد کو سینے سے لگا کر رکھتے لیکن اپنی خاطر کسی کو تکلیف میں نہ ڈالتے۔ کئی بار آپ سے محافظ رکھنے کو کہا گیا لیکن جواب دیتے کہ اپنی خاطر کسی اَور کو خطرہ میں کیوں ڈالوں؟

آپ کا تعلق ایک غیر احمدی خاندان سے تھا لیکن آپ ایسے فدائی تھے کہ ہر وقت جان، مال ،وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار رہتے۔ اسیری بھی آپ کو جھکا نہ سکی۔ آخر جام شہادت نوش کیا۔ خلافت سے عشق تھا۔ خطبہ کے دوران حضورؒ کی آواز بھراتی تو آپ زارزار روتے۔

کبھی وقت ضائع نہ کرتے اور جماعت کی رقم بہت احتیاط سے خرچ کرتے۔ مسجد، مربی ہاؤس، مہمان خانہ، احمدیہ ہال کے علاوہ ایک دوسری جگہ مسجد اور مربی ہاؤس بھی تعمیر کروایا۔ خود کھڑے ہو کر دن رات کام کروایا۔ مساجد اور احمدیوں کے گھروں میں پودے خود پودے لگاتے اور پھر اُن کا خیال بھی کرتے۔ خود گند اٹھاکر پھینک آتے۔ بہت عجزوانکسار تھا۔ جو میسر ہوتا کھالیتے۔ کئی بار صبح آپ کو روٹی پانی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔

بچوں کی تربیت کا بہت خیال رکھتے۔ اچھا کام کرنے پر انہیں اپنی جیب سے انعام دیتے۔ بچے بھی آپ سے بے حد محبت کرتے۔ قریبی بستی اللہ داد کے احمدیوں کی مالی اچھی نہ تھی۔ آپ کو ان کا بہت فکر رہتا۔ وہاں سکول بنوایا۔ احمدیوں کو بھینسیں لے کر دیں کہ ان کا دودھ فروخت کرکے اپنا پیٹ پالیں۔ وہاں کے ایک بیمار احمدی بچہ کو ہسپتال داخل کروانا تھا لیکن والد کے پاس خرچ نہیں تھا۔ آپ کو علم ہوا تو آپ نے سارا خرچ برداشت کیا۔ کئی بچیوں کی رخصتی میں دل کھول کر مدد کی، غرباء کی مالی خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہتے۔ جب راجن پور کی جماعت کے پاس مسجد کی تعمیر کی استطاعت نہیں تھی تو آپ نے احمدی خواتین کو کہا کہ جب بھی وہ آٹا گوندھنے لگیں تو دو مٹھی آٹا الگ برتن میں ڈال دیا کریں۔ پھر ہر ہفتہ آپ وہ آٹا جمع کرکے بیچ آتے اور وہ رقم مسجد فنڈ میں جمع کردی جاتی۔ گھروں سے پرانے جوتی اور دوسری بے کار چیزیں بھی جمع کرکے بیچا کرتے اور وہ رقم بھی خدمت کے کاموں میں لگ جاتی۔ اگر ضلع میں کسی جگہ دورے پر جانا ہوتا لیکن پیسے نہ ہوتے تو پیدل ہی سفر کر آتے۔ جب چندہ کی ادائیگی کی بات ہوتی تو آپ کسی سے پیچھے نہ تھے۔ اپنی مرحومہ بیوی کی طرف سے بھی باقاعدگی سے چندہ ادا کیا کرتے اور اپنے کئی بزرگوں کی طرف سے بھی مالی تحریکات میں حصہ لیتے تھے۔

آپکی شہادت پر سینکڑوں غیراحمدیوں نے آکر تعزیت کی۔ کئی خواتین دھاڑیں مار مار کر روئیں۔ ایک غیرازجماعت خاتون نے مجھے بتایا کہ آپکی شہادت کے تین دن بعد تک اُس کے گھر میں چولہا نہیں جلا۔ آپ نے خدمت خلق کرتے ہوئے بہت عمدہ زندگی گزاری اور شاندار موت آپکا مقدر ٹھہری۔

……❀……❀……❀……

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۷؍ستمبر ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم ڈاکٹر مہدی علی چودھری صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

بہیں اشک کیوں نہ پیارے، نہیں ضبط غم کا یارا
کہیں کھو گیا افق پہ مری آنکھ کا وہ تارا
تُو فلک پہ رفعتوں کے کچھ اس طرح سے چمکا
ہوا ماند تیرے آگے ہر چاند ہر ستارہ

مکرمہ مسرت رضوان صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرم احمد بخش خان صاحب بزدار اپنی بیٹی مکرمہ مسرت رضوان صاحبہ اہلیہ رضوان فاروق خان صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عزیزہ نہایت محنتی اور ذہین تھی۔ زکریا یونیورسٹی ملتان میں .B.A میں اوّل آئی اور .M.A اردو میں زکریا یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازیخان کے سالانہ میگزین کی نگران بھی رہی۔ بہت اچھی نثرنگار اور شاعرہ تھی۔ مخلوط تعلیم کے باوجود یونیورسٹی میں برقع اوڑھے رکھا۔ اس کی شرافت، نیکی اور محنت کے سب اساتذہ قائل تھے اور اُس کے یونیورسٹی سے جانے کے بعد لمبے عرصہ تک اُس کے اساتذہ اس کا ذکر خیر کرتے رہے۔

احمدیت اور خلافت کی فدائی تھی۔ ایک مرتبہ ربوہ جاکر فضل عمر درس القرآن کلاس میں بھی شرکت کی۔ پابند صلوٰۃ و صوم اور چندہ جات کے علاوہ طوعی تحریکات میں بھی حصہ لیتی تھی۔

.M.A کرنے کے بعد جلد ہی اُسے گرلز کالج مظفرگڑھ میں بطور لیکچرر ملازمت مل گئی۔ کالج میں بھی نہایت ہردلعزیز ٹیچر تھی۔ کچھ عرصہ لاہور میں رہائش پذیر رہی۔ اسی دوران دماغی بیماری کے باعث ۱۴؍جون ۲۰۰۲ء کو وفات پائی اور امانتاً دفن ہوئی۔ بعد ازاں وصیت کی منظوری کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

……❀……❀……❀……

ایک دعا اور اس کی تاثیر

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرم خواجہ گل محمد صاحب نے دو واقعات بیان کئے ہیں جن کا تعلق ایک ہی دعا سے ہے جسے حضرت مسیح موعودؑ نے اسم اعظم قرار دیا ہے یعنی ربّ کلّ شیءٍ خادمك رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا۔

مضمون نگار کے سمدھی مکرم میاں عبدالقیوم صاحب اپنی فیملی کے ساتھ جہاز میں سفر کر رہے تھے جب جہاز ایئرپاکٹ میں پھنس گیا اور شدید جھٹکے لگنے شروع ہوئے، پھر جہاز منہ کے بل نیچے گرنا شروع ہوگیا، بعض مسافروں کی حالت نیم پاگلوں جیسی ہوگئی اور ایک بچی بیہوش ہوگئی۔ صرف میاں صاحب اپنے ہوش میں تھے جنہوں نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھالئے۔ چند ہی لمحے بعد جہاز سیدھا ہوگیا اور پائلٹ نے اعلان کیا کہ یہ کسی فنی خرابی کا نتیجہ نہیں تھا اور اب جہاز ایئرپاکٹ سے نکل آیا ہے۔ بعد میں پوچھنے پر میاں صاحب نے بتایا کہ وہ یہی دعا (اسم اعظم) پڑھ رہے تھے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران مَیں مع فیملی رنگون میں کاروباری سلسلہ میں مقیم تھا جب ۲۳؍دسمبر ۱۹۴۲ء کو جاپان نے وہاں پہلا ہوائی حملہ کیا اور سات ہزار شہریوں کو بمباری کرکے ہلاک کردیا۔ سب سے زیادہ ہلاکتیں ’’بوٹاٹانگ پارک‘‘ میں ہوئیں جہاں لوگ جمع تھے۔

جب حملہ ختم ہوا تو مَیں دیگر احمدیوں کی خیریت معلوم کرنے باہر نکلا۔ ایک احمدی بھائی دین محمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ کچھ ہراساں اور کچھ مسرور نظر آرہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حملہ کے وقت بوٹاٹانگ پارک میں موجود تھے اور اسم اعظم کا ورد کر رہے تھے۔ اچانک ایک بم اُن کے بالکل قریب گرا جس سے زوردار دھماکہ ہوا اور اندھیرا چھا گیا۔ جب فضا کی گرد بیٹھی تو انہوں نے دیکھا کہ چاروں طرف لاشیں بکھری ہوئی ہیں اور خون ہی خون ہے۔ ان کے کپڑوں پر بھی خون کے دھبے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ بھی زخمی ہوچکے ہیں لیکن جب انہوں نے اپنے بدن کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے ان کی حفاظت فرمائی تھی۔

……❀……❀……❀……

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں کی زینت نصرت تنویر کی ایک طویل نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سیدا! آپ جو باطل کے مقابل ٹھہرے
اپنے مولا کے خوشا! پیار کے قابل ٹھہرے
درمیاں اپنے جو کچھ سال گزارے تُو نے
وہی اپنی تو فقط زیست کا حاصل ٹھہرے
تُو نہیں تو یہ محبان شکستہ دل ہیں
اشک آنکھوں میں ترے بعد بمشکل ٹھہرے
وہ ترے دل میں رہے پیار کی دھڑکن کی طرح
جتنے معصوم کہ پابند سلاسل ٹھہرے
تجھ سے ہی ہم نے محبت کا قرینہ سیکھا
سیل نفرت میں تمھی پیار کا ساحل ٹھہرے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 Friday, February 20, 2004 Issue No. 08

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

رب العرش کی جلالی اور جمالی تجلّیات

حضرت مسیح موعودؑ شیر خدا تھے۔آپ نے مخالف علماء ظواہر کو قرآنی دلائل سے شکست فاش دی اور للکارتے ہوئے منادی فرمائی۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

اس ضمن میں آپ نے مکفر علماء کے ظلماتی چہرہ سے نقاب سرکاتے ہوئے مسلم پبلک کو ۱۸۹۵ء میں ہی خبردار کرکے حق تبلیغ ادا کردیا کہ:۔

ان اللئام یکفرون وذمھم
ما زادنی الامقام سناء
نضّوا لثیاب ، ثیاب تقویٰ کلھم
ما بقی الّا لبۃ الاغواء
ما ان اریٰ غیر العمائم واللحٰی
او انفاز اغت بفرط مراء

(منن الرحمن ، تصنیف ۱۸۹۵ء)

(ترجمہ): کمینے کافر قرار دیتے ہیں اور ان کی مذمت نے تو مجھے بلند مرتبہ اور برتری میں اور بھی بڑھایا ہے۔ انہوں نے اپنے تقویٰ کے تمام کپڑے اتار دئے ہیں اب ان کے پاس کچھ نہیں رہا سوائے گمراہ کن لباس کے۔مَیں سوائے پگڑیوں اور ڈاڑھیوں کے کچھ نہیں دیکھتا یا پھر ایسے ناک جو تکبر کی افراط سے ٹیڑھے ہوگئے ہیں۔

ان مکفرین ومعاندین میں سے ایک میرٹھی مُلّا بھی تھے جو درج ذیل شعر کا مصداق ہونے کے باوجود ''نورانی'' کہلاتے تھے۔نورانی صاحب ۱۶ردسمبر ۲۰۰۳ء کو حسرتناک موت مرگئے۔

گزری سیاہ کاری میں یارب تمام عمر
آدھی شباب میں کٹی آدھی خضاب میں

نورانی صاحب متحدہ مجلس عمل کے سربراہ تھے جس کی قلعی اب کھل چکی ہے۔ چنانچہ عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی صدر اسفند یار ولی خان نے حال ہی میں بیان دیا ہے کہ ''ایم ایم اے نے الیکشن کے وقت عوام سے خدا، قرآن اور شریعت کے نام پر ووٹ لئے لیکن اقتدار میں آکر خدا، قرآن اور شریعت کو بھول گئے۔ آج وہ اسلام کی نہیں بلکہ صرف اپنی کرسی کی حفاظت کر رہے ہیں''۔

(اخبار 'دن' لاہور ،۲۶؍جنوری ۲۰۰۴ء صفحہ ۱)

نورانی صاحب عرصہ تک مودودی فرقہ سے برسرپیکار رہے اور ڈنکے کی چوٹ کہتے رہے کہ ہماری اس سے سیاسی جنگ ہے۔ یہ ہنگامہ پرور گروہ پاکستان کے مخالف اور کانگرس کا حمایتی ٹولہ ہے جسے مذہبی اور سیاسی دونوں اعتبار سے عوام کی اکثریت ہمیشہ مسترد کرتی رہی ہے مگر صدر مشرف کے برسراقتدار آتے ہی انہوں نے اس فرقہ سے شرمناک گٹھ جوڑ کرلیا حالانکہ انہیں یقین تھا کہ یہ لوگ ہمیشہ اسلام کا نام لے کر چور دروازے سے آتے رہے ہیں جیسا کہ ان کے مرید ضیاء المصطفی قصوری صاحب نے اپنی کتاب ''ارشادات نورانی'' کے صفحہ ۱۴۲ سے ۱۷۹ میں ثابت کیا ہے:

خدا کی قہری تجلی ملاحظہ ہو کہ نورانی صاحب کے آنکھیں بند کرتے ہی بریلویوں کی پاکستانی سیاست بھی دم توڑ گئی اور ان کے مریدان کی خالی کی ہوئی سیٹ بھی انتخاب میں کھو بیٹھے۔متحدہ مجلس عمل میں خوفناک دراڑیں پڑگئیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی قبر پر ایک زبردست تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا اور ملک میں کشیدگی پھیل گئی۔

اس اجمال کی تفصیل کے لئے اخبار ''جنگ'' مورخہ ۷رجنوری ۲۰۰۴ء میں شائع شدہ حسب ذیل خبر ملاحظہ فرمایئے۔لکھا ہے:

کراچی (سٹاف رپورٹر)۔گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد نے اردن کی شہزادی ثروت کے شکایتی خط کے جواب میں متحدہ مجلس عمل کے صدر سینیٹر مولانا شاہ احمد نورانی کی تدفین کے لئے الاٹ کی جانے والی جگہ کے بارہ میں تحقیقات کا حکم دے دیا ہے اور شہزادی ثروت سے ذاتی طور پر معذرت کرتے ہوئے انہیں متبادل جگہ دینے کی پیشکش کی ہے۔جے یو پی نے معاملے پر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں الاٹمنٹ کا علم نہیں تھا۔ چیف سیکرٹری سندھ نے طویل میٹنگ کے بعد N.O.C جاری کیا اور جگہ کے لئے جے یو پی نے حکومت کو پچاس ہزار سے زائد روپے قیمت کی مد میں ادا کئے۔گورنر نے شہزادی ثروت سے کہا ہے کہ قبر کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے جگہ کی تبدیلی کا فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہے البتہ شہزادی ثروت سے معذرت کی جاتی ہے کہ انہیں اس معاملے میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

ذرائع کے مطابق گورنر سندھ نے شہزادی ثروت کو پیشکش کی ہے کہ وہ اس کوتاہی کو معاف کرتے ہوئے جو بھی متبادل جگہ منتخب کرنا چاہیں حکومت سندھ وہ دینے کو تیار ہے۔واضح رہے کہ قبل ازیں اردن کی شہزادی ثروت نے پاکستانی وزارت خارجہ اور گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد کے نام اپنے خط میں اس بات پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا کہ عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے احاطے میں جس جگہ مولانا شاہ احمد نورانی کی تدفین کی گئی ہے اس کی الاٹمنٹ میرے پاس ہے۔اس جگہ پر میرے والد سابق سفیر اکرام اللہ اور والدہ شائستہ اکرام اللہ کی تدفین ہوئی ہے۔شہزادی ثروت نے اپنے خطوط کے ذریعہ جگہ کی الاٹمنٹ کے دستاویزی ثبوت بھی فراہم کئے ہیں۔وزارت خارجہ کے حکام نے گورنر سندھ سے کہا ہے کہ وہ شہزادی ثروت کی درخواست پر غور کریں اور معاملات کو بہتر انداز میں حل کرنے کے لئے ممکنہ اقدامات کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں مکفرین کے حقیقی خدوخال نمایاں فرمائے وہاں اپنے مزار مبارک کے سلسلہ میں پیشگوئی فرمائی۔

اِنِّی اَمُوْتُ وَلَایَمُوْتُ مَحَبَّتِیْ
یُدْرٰی بِذِکْرِکَ فِی التُّرَابِ نِدَائِی

مَیں تو مرجاؤں گا لیکن میری محبت نہیں مرے گی (قبر کی) مٹی میں بھی تیرے ذکر کے ساتھ ہی میری آواز کا بھی پتہ چل جائے گا۔

قادیان میں خدا کے مسیح کا مزار مبارک آج کس اعجازی رنگ میں اقوام عالم کی زیارت گاہ بنا ہوا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

ہرگز نہ میرد آنکہ زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

❁❁❁❁❁

بقیہ:خلاصہ خطبہ عیدالاضحیہ از صفحہ اول

معیار قائم کرسکتے ہو۔جس طرح جانور تمہارے لئے قربانی پیش کرتے ہیں تم بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہو۔تبھی تم اس کی رضا حاصل کرسکتے ہو۔اللہ تعالیٰ تو تمہارے تقویٰ پر چلنے کی امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ تو تم سے یہ چاہتا ہے کہ میری خشیت میرا خوف تمہارے دل میں رہے۔حضور انور نے وہ احکامات بیان فرمائے جن پر چل کر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرسکتے ہیں۔مثلاً پنجوقتہ نماز کا قیام ہے، حضور انور نے فرمایا اگر نماز قائم رہے گی تو کہا جاسکتا ہے کہ قربانی کے معیار قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے اس کے دین کے لئے بھی قربانی کرنے کی کوشش کرو، دین کی اشاعت کے لئے چندوں کی ادائیگی کی کوشش کرو۔اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام دنیا میں پہنچانے کی کوشش کرو، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پرچار دنیا میں کرو، اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے روکا ہے ان سے رک جاؤ۔حقوق العباد ادا کرو، مثلاً ماں باپ، بہن بھائی، میاں بیوی، بچوں، ہمسایوں، دوستوں، محلّہ داروں، اپنے ملک غرض ہر قسم کے حقوق ادا کرنے کے لئے اپنی وفا کے معیار کو بڑھانا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک اور پیدا کرنے والا سمجھ لوگے تو اللہ فرماتا ہے کہ تمہاری جانوروں کی قربانیاں میں قبول کروں گا کیونکہ وہ تو نیّتوں کا حال جانتا ہے، وہ جانتا ہے کہ تم نے یہ قربانی اس کی رضا کی خاطر کی ہے یا دنیا کے دکھاوے کی خاطر کی ہے۔اور جب یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوں گی تو پھر وہ ہمیں اپنی رضا کی خوشخبری دیتا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ جو قربانی خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر کی جائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے کی جائے اس قربانی کے ہر بال پر ایک نیکی ملے گی اور اون والے جانور کی اون کے ہر ریشہ کے برابر ایک نیکی ملے گی۔حضور انور نے فرمایا دیکھیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خاطر قربانی کرنے کا کتنا بڑا اجر دے رہا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس مقام سے غافل مت ہو اے مخلوق کے گروہ! اور نہ اس بھید سے غافل ہو جو قربانیوں میں پایا جاتا ہے خدا اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو کہہ دے کہ میری نماز، میری عبادت، میری قربانی، میری زندگی، میری موت سب اس خدا کے لئے ہے جو پروردگار ہے حضور انور نے خطبہ کے آخر پر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور حقیقی معنوں میں اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے تمام جماعت احمدیہ کو عید مبارک کا تحفہ پیش فرمایا اور آخر پر اجتماعی دعا کرائی۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔